ماہنامہ

# نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

مجلسِ احرارِ اسلام

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے

75 سال

5 ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ — مئی 2005ء

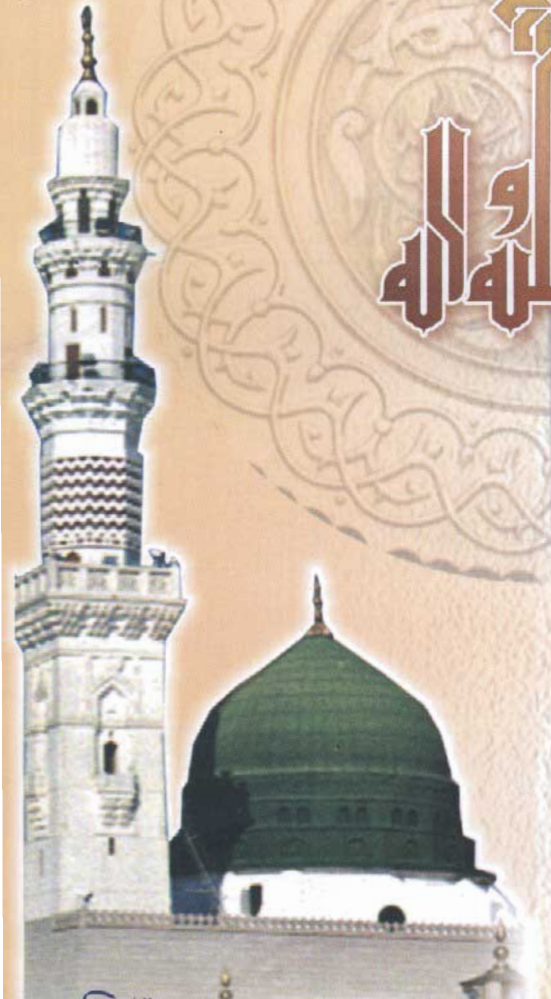

# نورِ ہدایت

## القرآن

''اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر (خدا) کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (اور) ایسا خیال نہ کرنا کہ کافر لوگ (ہم کو) زمین میں مغلوب کر دیں گے۔ (یہ جا ہی کہاں سکتے ہیں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

(النور:۵۶، ۵۷)

## الحدیث

''حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی (ضرورت مند) آدمی کا یہ رویہ کہ وہ رسی لے کر جنگل جائے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنی کمر پر لاد کے لائے اور بیچے اور اس طرح اللہ کی توفیق سے وہ سوال کی ذلت سے خود کو بچا لے۔ اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلائے پھر خواہ وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔'' (صحیح بخاری)

## الآثار

(سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر سے مدینہ منورہ رخصت کرتے وقت یزید کا بیان)

☆ ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر اللہ تعالیٰ لعنت برسائے۔ پس اللہ کی قسم! میں نے آپ کے والد (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کے قتل کے لیے حکم نہیں دیا تھا۔ پھر یزید نے سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اچھا معاملہ کیا، اُن کو سواری دی اور خواتین کے لیے بھی سواری مہیا کی اور انہیں مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ (۱)

☆ ابن زیادہ پر اللہ کی لعنت اور غضب ہو جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی باتوں کو تسلیم نہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ مسلمانوں کے ہاں مجھے مبغوض بنا دیا اور اُن کے قلوب میں میری عداوت گاڑ دی۔ (۲)

☆ ابن زیاد کا بُرا ہو! اللہ کی قسم! اگر قتال کے وقت میں آپ کے والد (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کے پاس ہوتا تو اُن کے تمام مطالبات پورے کرتا۔ اگرچہ مجھے نقصان اٹھانا پڑتا۔ (۳)

---

(۱) احتجاج للطبرسی الشیعی ص ۱۵۹۔۱۶۰ طبع قدیم ایرانی ۱۳۰۲ھ تحت احتجاج زین العابدین علی رحمۃ اللہ علیہ یزید ابن معاویہ رضی اللہ عنہ

(۲) البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۲۳۲ ج ۸، تحت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ طبع اوّل مصر۔
سیر اعلام النبلاء للذہبی جلد ۳، ص ۲۱۴۔ تحت الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

(۳) البدایہ۔ ص ۱۹۵، ج ۸۔ تحت واقعہ کربلا۔

(ماخوذ: ''فوائدِ نافع، سوانح حسنین شریفین رضی اللہ عنہما۔ از مولانا محمد نافع مدظلہ)

ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جلد 16، شمارہ 05 ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ مئی 2005ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411



بیاد

سیّد الاحرار حضرت امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی

سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سیّد محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

رفقاءِ فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سیّد یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد


## تشکیل


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات: | جنرل پرویز......امریکہ کی آخری امید | مدیر | 2 |
| دین و دانش: | (درسِ قرآن) تقویٰ کا حق ادا کرو | محمد احمد حافظ | 4 |
| // | ولادتِ نبوی ﷺ | مولانا عبدالحق چوہان | 8 |
| شاعری: | حمد باری تعالیٰ (ابوسفیان تائب) | | 12 |
| | سلام بہ بارگاہ خیر الانام ﷺ (سیّد عطاء المحسن بخاری) | | |
| | غزل (مشفق خواجہ) | | |
| افکار: | ایک نظر ادھر بھی | سیّد محمد معاویہ بخاری | 15 |
| // | "اچھے مسلمانوں کی تلاش!" (آخری قسط) شیرل بنارڈ / ترجمہ: سیّد خورشید عالم | | 19 |
| انتخاب: | لڑکیاں بھگانے کی سرکاری اجازت | اطہر ہاشمی | 28 |
| نقد و نظر: | "ضرورتِ اتحاد" یا سبائیت کی ترجمانی | عبدالرحمن | 31 |
| انٹرویو | سابق قادیانی نومسلم عبدالکریم انور قریشی کا انٹرویو | احمد خان | 39 |
| اسماء الاطفال: | بچوں اور بچیوں کے نام | ادارہ | 46 |
| روشنی: | ظلمت سے نور تک | ادارہ | 48 |
| حسنِ انتقاد: | تبصرۂ کتب (ساغر اقبالی، ابوالادیب، عمر فاروق، پروفیسر محمود الحسن) | | 52 |
| اخبار الاحرار: | مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں | ادارہ | 56 |
| ترحیم: | مسافرانِ آخرت | ادارہ | 64 |



زرِ تعاون سالانہ

| | |
|---|---|
| اندرونِ ملک | 150 روپے |
| بیرونِ ملک | 1000 روپے |
| فی شمارہ | 15 روپے |

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278

یو بی ایل چوک مہربان ملتان



ای میل ایڈریس

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961



تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سیّد محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

دل کی بات

# جنرل پرویز......امریکہ کی آخری امید

جنرل پرویز نے پاکستان کے اقتدار پر قابض ہوتے ہی اپنا نصب العین واضح کر دیا تھا اور پھر رفتہ رفتہ نہ صرف وہ کھلتے چلے گئے بلکہ ملک کے ''روشن مستقبل'' کے لیے تازہ بہ تازہ ''موصولہ ایجنڈے'' پر عمل درآمد بھی کرتے رہے۔

پاکستان کی دینی اور نظریاتی قوتوں کو تو پہلے بھی اُن سے کوئی اچھی امید نہ تھی اور نہ ہی اب ہے۔ البتہ صرف اقتدار کے لیے زندگی گزارنے والے روایتی سیاست دانوں نے اُن سے تب بھی کچھ امیدیں باندھی تھیں اور اب بھی امید سے ہیں۔

پیپلز پارٹی کی قیادت بیرون ملک بیٹھ کر بحالیٔ اقتدار کے لیے ''مقتدروں'' کا اعتماد حاصل کرنے میں مصروف رہی۔ اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت حجازِ مقدس میں عمرے اور نمازیں ادا کرنے کے ساتھ ''دوسرا کام'' بھی کرتی رہی۔ البتہ معاشرے کا مظلوم ترین طبقہ ''مولوی'' بہرحال اپنی روایت کے مطابق دینی و ملکی سرحدوں کے دفاع میں مزاحمت کرتا رہا اور ہنوز کر رہا ہے۔ جنرل پرویز اپنے غاصبانہ اقتدار کے پانچ سال مکمل کر چکے ہیں۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ یہی ہے کہ ہر آمر کو اپنی حکومت چلانے کے لیے کچھ ''سیاسی ٹٹو'' مل جاتے ہیں۔ جنرل پرویز کو بھی ایوب خان، یحییٰ خان اور جنرل ضیاء کی طرح مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سے ''نیب زدہ سیاسی ٹٹو'' مل گئے۔ چونکہ ڈبل ڈیوٹی تھی اس لیے ''ڈبل شفٹ'' کے لیے مسلم لیگ ق اور پیپلز پارٹی پیٹریاٹ سے لیبر بھرتی کی گئی۔ انہوں نے پانچ برس تک ان ٹٹوؤں کو خوب دوڑایا اور اب تک دوڑا رہے ہیں۔ اس عرصہ میں چند ''اڑیل ٹٹو'' دوڑ سے باہر بھی نکالے اور اُن کی جگہ تازہ دم بھرتی کیے گئے۔ بعض کی آنکھوں پر ''کھوپے'' چڑھا کر دوڑایا گیا اور بعض ''روشن خیالوں'' کی سابقہ کارکردگی پر اعتماد کرتے ہوئے اُن کی آنکھیں کھلی رکھی گئیں۔

جو لوگ جنرل پرویز کی ''روشن خیالی'' سے متاثر ہیں اور جن کی آنکھوں کو اس ''درآمدی روشنی'' نے خیرہ کر دیا ہے، وہ ملکی سلامتی اور مفادات کی بجائے اپنے اقتدار اور مفادات کے روشن خیالات میں گم ہیں۔ اُن کی رہنمائی کے لیے ایک چشم کشا اور ہوش ربا رپورٹ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۲/ مارچ ۲۰۰۵ء کو بی بی سی نے بتایا کہ:

> ''بش انتظامیہ کا خیال ہے کہ پاکستان میں صدر مشرف کا کوئی نعم البدل نہیں جو دہشت گردی کی جنگ (یعنی صلیبی جنگ) میں امریکہ کا اس طرح ساتھ دے، جس طرح جنرل پرویز مشرف نے دیا ہے۔ امریکی اہلکار نے کہا کہ وہ (پرویز مشرف) ہمارا آدمی ہے اور ہم سے تعریف کی توقع رکھتا ہے۔ ہم یہ تعریف ضرور کریں گے۔'' (نوائے وقت: ۱۳/ مارچ ۲۰۰۵ء)

''امپیکٹ انٹرنیشنل'' لندن کے شمارہ مارچ ۲۰۰۱ء میں بھی ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں ۱۹۸۰ء کے عشرے

میں اسلام آباد میں سی آئی اے کے سٹیشن چیف مسٹر ملٹن بیرڈن کے جنرل پرویز کے بارے میں ارشادات بھی شامل تھے۔اس نے امریکی سینٹ کی فارن ریلیشنز کمیٹی کو بتایا:

''جنرل پرویز مشرف پاکستان آرمی آفیسرز کی اس آخری جنریشن کے فرد ہیں جو امریکہ اور پاکستان کی ملٹری پارٹنرشپ کے تربیت یافتہ ہیں۔البتہ انہیں اوپر لانے کے لیے آئین معطل کرنا ہوگا......میرے اندازوں میں مشرف کی شخصیت ہماری آخری امید ہے جو دنیا میں ہمارے لیے آخری مضبوط قوت کے طور پر کام کرنے والی ہوگی اور آئندہ ہزاری میں پاکستان مغربی اقدار کے مطلوبہ نظام کو اس شخص کے ذریعے اپنانے کی راہ پر گامزن ہوگا......ہمیں پاکستان کے بارے میں آگ سے زیادہ احتیاط کرنی ہوگی اور اِن عناصر کو جنہیں ہم بنیاد پرست اور خطرناک قرار دیتے ہیں اور جو ہمارے مخالف ہو کر پاکستانی معاشرے کو ہمارے خلاف انتہا پر لے جاسکتے ہیں۔تب بھی مشرف کی شخصیت ان پر قابو پانے کے لیے ایسی ہے جو ایک ذمہ دار مثبت راہ اختیار کر کے نہ صرف جنوبی ایشیاء میں پاکستان کو ایک اہم راہ پر ڈال سکتی ہے بلکہ دوسری طرف وسط ایشیا میں بھی۔'' (''بیدار ڈائجسٹ'' اپریل ۲۰۰۵ء)

رپورٹ کے مطابق امریکہ کو جنرل پرویز سے جو توقعات وابستہ تھیں' وہ اس پر سو فیصد پورے اترے۔افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے، پاکستان کے اساسی مذہبی تشخص کی نفی، دینی قوتوں کی حوصلہ شکنی اور تضحیک، اسلامی قوانین کی مغربی تعبیر و تشریح، ایٹمی اثاثوں کو ''محفوظ'' ہاتھوں تک پہنچانے، سینٹری فیوجز کی سپرداری، روشن خیالی کے نام پر لادینیت اور ثقافت کے نام پر فحاشی کے فروغ جیسے ایجنڈے کی تکمیل جنرل پرویز جیسی شخصیت ہی کر سکتی تھی۔اب ایک نیا سیاسی منظر تشکیل پا رہا ہے۔زرداری لاہور آچکے ہیں۔چودھری صاحبان تلملا رہے ہیں اور شہباز پھڑ پھڑا رہے ہیں، پیٹریاٹ سر جوڑ کر بیٹھے ہیں، جنرل پرویز محفوظ راستے کے لیے بے نظیر سے بات چیت کے لیے آمادہ و تیار ہیں بلکہ پیپلز پارٹی کی انتخابی مہم چلا رہے ہیں۔دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

جنرل پرویز کے حالیہ دورۂ بھارت کو دونوں ملکوں کے درمیان ''بحالیٔ اعتماد'' کا سنگ میل قرار دیا جا رہا ہے۔اس کامیاب دورہ میں انہیں بھارت سے جو تحفے ملے' اُن میں ۱۵۶ پاکستانی ماہی گیروں کی رہائی، پاکستانی کرکٹ ٹیم کی فتح، اپنی جائے پیدائش لال حویلی دہلی کی پینٹنگ اور اپنا برتھ سرٹیفکیٹ شامل ہیں۔''جناح ہاؤس'' ممبئی' پاکستان کے حوالے کرنے کی یقین دہانی اور مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی کوششیں جاری رکھنے کی ''خوش خبری'' اس کے علاوہ ہے۔سرحدیں کھل رہی ہیں، ثقافتی و تجارتی رابطوں میں تیزی آ رہی ہے۔جنرل پرویز اپنا ذمہ کام تقریباً پورا کر چکے ہیں۔کیا وہ اب بھی امریکہ کی آخری امید ہیں یا نعم البدل کے طور پر اسے کوئی ''سول امیدوار'' مل گیا ہے؟ قوم کو اس سوال کا جواب بھی جلد مل جائے گا۔

درس قرآن
محمد احمد حافظ

# تقویٰ کا حق ادا کرو

يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران۔۱۰۲)

''اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ ڈرنا چاہیے اس سے اور نہ مرو مگر حالتِ اسلام میں۔''

## خلاصہ:

گزشتہ درس میں اس آیت سے متصل پہلے کی آیات کے بارے میں کچھ عرض کیا گیا تھا۔سابقہ آیت کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) ہمہ وقت مسلمانوں کو گمراہی میں مبتلا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنی زندگی گزارے اور کفار ومشرکین کی چالوں اور گمراہیوں سے آگاہی رکھتے ہوئے اپنے دین ودنیا کی حفاظت کا اہتمام رکھے۔مذکورہ بالا آیت میں زندگی کے ایک اہم ترین اصول کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے ''تقویٰ'' اختیار کرنا۔

## تقویٰ کیا ہے:

تقویٰ کا لفظ عربی زبان میں بچنے ،اجتناب کرنے اور ایک حد تک ڈرنے کے معنی میں آتا ہے۔مفسرین نے ''تقویٰ'' نے تین درجے بتائے ہیں۔ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کفر وشرک سے بچے۔اعلیٰ درجہ جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے۔وہ ہے اللہ ورسول ﷺ کے ناپسندیدہ کاموں سے بچنا اور پسندیدہ کاموں کے کرنے میں کوشاں رہنا۔اعلیٰ ترین درجہ جو انبیاء وصدیقین اور اولیاء کی خاص صفت ہے۔وہ اپنے دل کو غیر اللہ سے محفوظ رکھنا اور اللہ کی یاد سے ہمہ وقت معمور کرنا ،اس کی رضا جوئی کا متلاشی رہنا۔یہ سلوک واحسان کا نکتۂ کمال ہے۔

آیت بالا میں اسی درجے کے حصول کا ذکر ہے جسے ''حق تقویٰ'' سے تعبیر کیا گیا ہے...... ''حق تقویٰ'' کیا ہے تفسیر بحیر المحیط میں حضرت عبداللہ بن مسعود،حضرت قتادہ وحسن بصری رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ:

''حق تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت ہر کام میں کی جائے۔کوئی اطاعت کے خلاف نہ ہو اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں، کبھی بھولیں نہیں۔اس کا شکر ہمیشہ ادا کریں۔کبھی ناشکری نہ کریں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حَقَّ تُقَاتِہٖ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:''اللہ کے راستے میں جہاد کا حق ادا کرنا اور احکامِ الٰہی کی ایسی تعمیل کرنا کہ کسی ملامت گر کی ملامت اس تعمیل سے نہ روک سکے اور انصاف قائم کرنے کے

لیے کھڑے ہوجانا خواہ تمہارا،تمہارے ماں باپ اورتمہاری اولاد کا نقصان ہی کیوں نہ ہورہا ہو۔

بلاشبہ تقویٰ کو حیات مسلم میں ایک خاص مقام حاصل رہا ہے۔دینی اعمال کا دارومدار ہی تقویٰ پر ہے۔ایمان کے بعد مومن کی زندگی کو سنوارنے اور فوز وفلاح کے مقام تک پہنچانے کا سب سے بڑا ذریعہ تقویٰ ہے۔تقویٰ کی وجہ سے مسلمان میں خیر وشر میں تمیز کرنے کا شعور پیدا ہوتا ہے۔اسی تقویٰ کی بدولت معرفتِ الٰہیہ نصیب ہوتی اور قربِ خداوندی ملتا ہے۔تقویٰ کی ہی بدولت مسلمان کے نیک اعمال بارگاہِ رب العزت میں شرفِ قبول حاصل کرتے اور وجہ نجات بنتے ہیں......

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تقویٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام پر عمل کرتے رہنا' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا،کم پر راضی رہنا اور آخرت کے دن کے لیے تیاری پکڑنا (تقویٰ ہے۔)''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندہ اس وقت تک تقویٰ کا حق ادا نہیں کرسکتا۔جب تک اپنی زبان کی نگہداشت نہ کرے۔یعنی زبان کو لغو باتوں سے محفوظ رکھنا حق التقویٰ میں شامل ہے۔درحقیقت ایک مسلمان کی زندگی ہے ہی تقویٰ سے عبارت۔اس کی زندگی میں تقویٰ کی وہی حیثیت ہے جو انسانی بدن میں روح کی ہے۔جس طرح بدن روح کے بغیر ایک لاش ہے۔اسی طرح تقویٰ کے بغیر مسلمان کی زندگی ایک بے جان زندگی ہے۔قرآن مجید میں بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین وتاکید آئی ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوْ اللّٰه (النساء:۱۳۱)

''اور ہم نے وصیت کی ہے پہلے کتاب والوں کو اور تمہیں بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔''

ایک دوسری جگہ پر ارشاد ہے:''وَاتَّقُوْنِ يَا اُوْلِىْ الْاَلْبَابِ (البقرہ:)''اور مجھ سے ڈرتے رہو اے فرزانو!''

## تقویٰ کے ثمرات:

تقویٰ ایک خاص نفسی کیفیت ہے۔تقویٰ کے بغیر قلب ودماغ ظلمات کی آماجگاہ بنے رہتے ہیں اور کبھی بھی معرفتِ الٰہیہ خاص نہیں ہوپاتی۔معرفتِ الٰہی اور قربِ خداوندی کے لیے تقویٰ کا وجود لازمی ہے۔حتیٰ کہ آسمان وزمین کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے بھی ایمان کے ساتھ تقویٰ شرط ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرىٰ اٰمَنُوْا وَاتَّقُوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ

''اگر بستیوں والے کفرونافرمانی کی بجائے ایمان وتقویٰ کا راستہ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین وآسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

اس آیت سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا عام اور ہمہ گیر قانون اور ازل وابد یہی ہے کہ جو لوگ ایمان وتقویٰ والی

زندگی اختیار کرتے ہیں' آخرت میں جنت کی نعمتوں کے علاوہ اس دنیا میں آسمان وزمین کی برکتوں سے نوازے جائیں گے۔ یہ گویا تقویٰ کے ثمرات ہیں۔ آگے چند امور ذکر کیے جاتے ہیں جن کا دارومدار محض تقویٰ پر ہے:

(۱) قرآن مجید سے نفع وہدایت حاصل کرنے کے لیے تقویٰ ہماری شرط ہے۔

''یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اس میں ہدایت ہے متقین کے لیے۔'' (البقرہ:۲)

(۲) معیتِ الٰہیہ کے لیے تقویٰ شرط ہے:

''اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہیں۔'' (البقرہ:۱۹۴)

(۳) فلاح ونجات کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔

''پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اے عقل والو! اے عقل مندو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔'' (النحل۔۱۲۸)

(۴) قلب کی طمانیت اور دنیا وآخرت کی فلاح تقویٰ پر موقوف ہے۔

''پس جس شخص نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کو اپنا شعار بنالیا۔ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (الاعراف:۳۵)

(۵) قبول اعمال کی بنیاد تقویٰ ہے۔

''اللہ قبول کرتا ہے تو متقین سے۔'' (المائدہ:۲۷)

(۶) دشمنوں، حاسدوں اور بدخواہوں سے نجات تقویٰ پر ملے گی۔

''اور اگر تم صبر اختیار کرو اور ڈرتے رہو (اللہ سے) تو تمہارا کچھ نہ بگڑے گا' ان کے مکر وفریب سے۔ بے شک جو کچھ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے۔'' (آل عمران:۱۲۰)

یہاں صرف چند مثالیں دی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں تقویٰ کا مضمون نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ومعیت، فلاح ونجات، زمین وآسمان کی برکتوں کا حصول، حسن عاقبت، گناہوں کی معافی، سچی دوستی، دنیا وآخرت کی تنگی سے دوری، قرب الٰہی، مقام امین کا حصول، یہ تمام ''تقویٰ'' کے ساتھ خاص ہیں۔

## متقین کی صفات کیا ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ تم منہ کرلو مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف بلکہ بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) گردنیں چھڑانے میں اور قائم کرے نماز اور دے زکوٰۃ اور پورا کرے اپنے اقرار کو

جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں متقین۔'' (البقرہ:۱۷۷)

اس آیت میں متعدد امور دینیہ ذکر فرما کر ان کے حاملین کو صدیقین اور متقین کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ یہاں آسانی کے لیے تمام صفات کو نمبروار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالملائکہ (۳) کتب آسمانی پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اقامتِ صلوٰۃ (۷) اداء زکوٰۃ (۸) یتیموں، مسکینوں، مسافروں، رشتہ داروں، مانگنے والوں کو اپنے مال میں سے دینا۔ (۹) وعدے کی پاسداری کرنا (۱۰) تنگی و ترشی میں صبر کرنا......

اس ایک آیت میں متقین کی درج ذیل صفات معلوم ہوتی ہیں یوں کہہ لیجیے کہ درجہ اتقاء حاصل کرنے کی مندرجہ بالا شرائط ہیں۔ دیگر آیات سے مزید صفات بھی معلوم ہوتی ہیں مثلاً شعائر اللہ کی تعظیم کرنا، غصے کو پی جانا، رسول اللہ ﷺ نے غیب کے بارے میں جو باتیں بتائی ہیں' ان پر ایمان رکھنا۔ یہ سب تقویٰ کے معیارات ہیں۔ جو شخص ان معیارات پر پورا اترتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کا خاص محبوب بن جاتا ہے اور اسے اپنے تقویٰ کی وجہ سے دوسروں پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلے میں بڑائی حاصل ہے نہ کسی کالے کے مقابلے میں البتہ تقویٰ کی وجہ سے تم کسی کے مقابلے میں بڑے ہو سکتے ہو۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے سب سے زیادہ قریب اس آدمی کو فرمایا جو تقویٰ والی زندگی اختیار کرتا ہے۔

**〈جاری ھے〉**


# الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

0641-462501

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان

مولانا عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ
(سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

# ولادتِ نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاء سابقین کا تعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اسحاقی خاندان سے تھا۔لیکن آپ ﷺ کا تعلق حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے خاندان سے ہے۔آپ ﷺ کی پیدائش سے کئی ہزار برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم ایزدی کے تحت وادی مکہ کے غیر آباد علاقہ میں اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی والدہ ماجدہ کی معیت میں لاکر یہاں آباد کیا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو انہوں نے قبیلہ بنو جرھم کے خاندان سے شادی کی۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ان میں سے قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی اور پھیلی۔نبی کریم ﷺ عدنان کے واسطہ سے اس کی اولاد میں سے ہیں۔حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہم السلام نے مل کر خانہ کعبہ کی منہدم عمارت کو ازسرنو تعمیر کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں صاحب عزیمت وعظمت پیغمبر مبعوث ہونے کی دعا مانگی اور نبی کریم ﷺ اسی دعا کا مصداق ہیں۔امتدادِ زمانہ کے باعث ملت حنفی کی حقیقی تعلیم بتدریج محو پذیر ہوتی گئی۔تا آنکہ خدائے قدوس کا وہ گھر جو کہ توحید ایزدی اور عبادت ربانی کی اقامت کے لیے تعمیر ہوا تھا۔بیت الاصنام کی شکل اختیار کر گیا۔

رئیس الموحدین کی اولاد بے دست و پاء صور اصنام کے سامنے سجدہ ریز ہوگئی اور پوری ضلالت وگمراہی کے تہ بتہ بادل محیط ہوگئے۔گمراہی کے اس ماحول میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اور زیادہ ترصحیح قول کے مطابق ربیع الاوّل کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کی درمیانی شب کی صبح صادق ۱۰/ اپریل ۵۷۱ء کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔آپ کے جدامجد جناب عبدالمطلب نے آپ کا اسم گرامی ''محمد'' تجویز کیا۔ابتداء میں آپ کی رضاعت کی خدمت ابولہب عبدالعزی کی باندی ثویبہ کے سپرد ہوئی۔بعد میں قبیلہ بنوسعد کی خوش بخت خاتون سیدہ حلیمہ نے اس نعمتِ عظمیٰ کو حاصل کیا۔۶ برس تک آپ اسی قبیلہ میں مقیم رہے۔بی بی حلیمہ کے پاس زمانہ قدیم میں ایک دفعہ آپ ﷺ کا شق صدر بھی ہوا۔اس کے بعد آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں والدہ ماجدہ کے زیر کفالت رہے۔لیکن شفقت مادری کا یہ سایہ بھی دیرپا ثابت نہ ہوا۔آپ ﷺ نے والدہ ماجدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا۔اس سفر سے واپسی پر مقام ابواء پر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔آپ ﷺ بی بی ام ایمن کی معیت میں مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اور جدامجد کی زیر کفالت رہے۔

آپ ﷺ نے ابھی تک زندگی کی سات بہاریں دیکھی تھیں کہ جدامجد بھی داغ مفارقت دے گئے۔آپ ﷺ کے چچاؤں میں چونکہ جناب زبیر بن عبدالمطلب سب سے بڑے تھے۔اس لیے آپ ان کی زیر کفالت رہے۔ان کی

وفات کے بعد خدمت ابوطالب عبدالمناف کے سپرد ہوئی۔ سن رشد کو پہنچ کر آپ ﷺ نے شغل تجارت اختیار کیا۔ اسی سلسلہ میں آپ ﷺ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت شام کی طرف لے گئے۔ حسن اخلاق امانت اور نزہت دامن کے باعث آپ الامین الصادق کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ انہی مکارم اخلاق کے باعث سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج کی پیشکش کی جس کو آپ نے قبول کرنے سے معذرت ظاہر کی۔ لیکن ان کے حد سے زیادہ اصرار پر آپ ﷺ نے یہ رشتہ قبول کرلیا۔ مجلس نکاح منعقد ہوئی اور ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اس وقت آپ ﷺ پچیس برس کی عمر میں تھے۔ جوں جوں زمانہ ظہور نبوت قریب آنے لگا آپ ﷺ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت ہوتی گئی اور آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ ہوگئی کہ کچھ مدت کے لیے زادِ سفر لے کر غارِ حرا میں گوشہ نشین ہوجاتے۔ وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔ آخر کار اس شب ظلمت کدہ کا آخری وقت آ گیا اور نورِ نبوت کی ضیاء پاشیوں سے شرک و کفر کی تمام تاریکیاں چھٹ گئیں۔

ایک یوم آپ ﷺ حسب معمول غار حراء میں معتکف تھے کہ جبرائیل امین خداوند قدوس کی طرف سے ''ختم نبوت'' کا تاج لے کر حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ''اقراء''، پڑھیے آپ ﷺ نے فرمایا ''انا اُمّی'' اس پر انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ پھر اسی لفظ کو دہرایا۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس نے پھر اسی عمل کو دہرایا اور اس کے بعد آپ ﷺ کے سامنے قرآن مجید کی آیات تلاوت کیں اور آپ ﷺ نے بھی وہی آیات پڑھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے۔ اپنی رفیقہ حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو صورت حال سے مطلع کیا۔ آپ ﷺ پر وحی کی دہشت طاری تھی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ نزول آیات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آپ ﷺ فریضہ نبوت کی ادائیگی میں مشغول ہوگئے۔ تسلسل اور سعی پیہم سے اس فریضہ کو ادا کیا۔ اس دعوتِ ربانی پر اوّل اوّل جن سعید روحوں نے لبیک کہا، وہ یہ ہیں: سیدہ خدیجہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم۔ جونہی صدائے توحید کے اثرات کا دائرہ وسعت پذیر ہونے لگا۔ صنادید کفار نے اس آواز حق کو جبر واستبداد کے ذریعے روکنے کی کوشش کی لیکن یہ تمام انسدادی اور استبدادی تدبیریں بے کار ثابت ہوئیں۔ زمزمۂ توحید کے روح افزاء پیغام کے متوالوں نے ان تمام مظالم کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور راہ حق میں پیش آنے والے ان مظالم کی ایزاء رسانی کو حلاوت ایمانی میں موجب چاشنی سمجھا۔ رؤسا قریش نے جب دیکھا کہ انتہائی مظالم کے باوجود بھی یہ سیل رواں جاری وساری ہے تو انہوں نے انتہائی اقدام کا یہ فیصلہ کیا کہ پیغمبر اسلام کو قتل کیا جائے۔ اس پر خداوند قدوس نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ نے یہ پُر صعوبت سفر رفیق غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں طے کیا۔ مدینہ منورہ پہلے ہی اسلام کا گہوارہ بن چکا تھا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے ''خلافت

ربانی''اور حکومتِ الٰہیہ کی بنیاد قائم کی۔کامل دس سال آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام کیا اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں شبانہ روز محنت شاقہ برداشت کی۔تاسیس حکومت الٰہیہ میں پیش آنے والے موانعات کو حسن تدبیر اور اصابت رائے سے دور کیا۔قیام مدینہ کے دوران آپ ﷺ نے مہمات جہاد کو بھی سرانجام دیا۔آپ ﷺ کے غزوات کی تعداد ستائیس ہے۔یہ وہ غزوات ہیں جن میں آپ نے بہ نفس نفیس شرکت کی اور جو مہمات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سرانجام دیں اور جو وفود آپ نے تبلیغ اسلام کے لیے روانہ کئے' ان کی تعداد ۶۰ سے بھی زیادہ ہے۔اور جو وفود آپ کی خدمت میں تعلیم اسلام کے حصول کے لیے حاضر ہوئے' ان کی تعداد ۷۰ کے قریب ہے۔۸ھ میں مکہ مکرمہ بھی اسلام کی آغوش رحمت میں آ گیا۔فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے ایک جامع اور معجزانہ صفت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔جس میں خالص توحید کی تعلیم دی گئی ہے اور وہ خطبہ پوری انسانیت کے لیے درس موعظت اور تعلیمات اسلامی کا آئینہ دار ہے اور وہ خطبہ یہ ہے:

''ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی اور بتوں کو توڑ دیا۔ہاں تمام مفاخر، تمام انتظامات، خونبہائے قدیم سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہے اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار اللہ نے سب مٹا دیا ہے' تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔''

فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کی ذات سے جن اخلاق کریمانہ کا مشاہدہ ہوا ان سے ایک فاتح بادشاہ اور پیغمبر کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کے وجود مبارک پر اور آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر مظالم کے پہاڑ توڑے اور مختلف ستم رانیوں سے آپ ﷺ کے وجود کو تختۂ مشق بنایا تھا وہ تمام کے تمام آپ ﷺ کے سامنے ہیں۔آپ ﷺ نے خود ہی ان سے سوال کیا۔تم کو کچھ معلوم ہے میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔وہ چونکہ مزاج شناس تھے اس لیے انہوں نے جواب دیا آپ شریف بھائی اور شریف برادر زادہ ہیں۔

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم پر کچھ الزام نہیں' جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

سنہ ۱۰ھ میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ قدوسیوں کے جلو میں حجۃ الوداع کا فریضہ ادا کیا۔اسی موقع پر تکمیل دین کی آیت نازل ہوئی جس میں آپ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔اور اس موقعہ پر بھی آپ ﷺ نے ایک جامع اور بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جو پوری انسانیت کے لیے منشور کی حیثیت رکھتا ہے اسی خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہارا باپ ایک ہے، عربی کو عجمی پر' عجمی کو عربی پر' سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں

مگر تقویٰ کے سبب۔ ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہے۔ تمہارے غلام تمہاری طرح انسان ہیں۔ جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو ان کو پہناؤ۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ تمہارا حق اور تمہاری عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔ میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں۔ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو تم گمراہ نہ ہوگے وہ کیا چیز ہے کتاب اللہ۔"

خطبہ کے آخر میں فرمایا:

"تم سے اللہ کے ہاں میری بابت پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔"

آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا:

"اے اللہ تُو گواہ رہنا۔"

حجۃ الوداع سے واپسی پر ماہ صفر کے آخری ایام میں سفر کی آخری تیاریاں شروع ہوگئیں اور کئی ایام علالت کے بعد ۱۲/ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ کو اس دنیائے فانی سے رحلت کی اور آخری وقت میں امت کو نماز اور غلاموں کے حقوق کی نگہداشت کی وصیت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پیغام حق کو اقصائے عام تک پہنچایا۔


## ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

26/ مئی 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
**سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ابوسفیان تائب

# حمد باری تعالیٰ

جستجوئے خالقِ ارض وسما کرتے رہو
ربِ کائنات کی حمد و ثنا کرتے رہو

واحد و معبود کی توحید کا اظہار تم
قریہ قریہ بستی بستی برملا کرتے رہو

ساتھ ہے صحراؤں کہساروں اور گلشن میں جو
محسن و مشفق مربّی سے وفا کرتے رہو

معرفت کے نور سے معمور ہو جائے گا دل
بندگی اس ذات کی صبح و مسا کرتے رہو

جو بڑا منعم ہے اور سب کے لیے غفار ہے
ہر عمل اس کے لیے ہی بے ریا کرتے رہو

ہو تمہارا ذکر بھی اللہ کے دربار میں
مجلسِ ذکرِ الٰہی بار ہا کرتے رہو

آخرت میں ظلِّ ربّانی تمہیں بھی ہو نصیب
روز و شب رو رو کے تائبؔ یہ دعا کرتے رہو

مشفق خواجہؒ

# غزل

کیا بات ہے پھرتے ہو پریشاں کئی دن سے
اے مشفقِ من سلّمۂ اللہ تعالیٰ

افسردہ و پژمردہ نظر آتے ہو ہر دم
چہرے پہ وہ رونق ہے نہ آنکھوں میں اُجالا

رہتے ہو سدا شعلہ بجاں گوشے میں اپنے
پیتے ہوئے زہرِ غمِ ہستی کا پیالہ

یوں مہر بلب رہتے ہو جیسے کوئی تصویر
کیا ہو گئے گفتار کے وہ لُو لُوئے لالا

غم ہائے دروں سے ترا احوال ہے ایسا
صدموں سے عمارت کوئی جیسے تہہ و بالا

کیا ماہ وشوں سے تجھے پہنچا کوئی صدمہ
یا زہرہ جبینوں نے تجھے دل سے نکالا

کیا چھین لیا دل کا سکوں تجھ سے کسی نے
یا روٹھ گیا کوئی ترا چاہنے والا

کچھ منہ سے کہو تو کھلے احوالِ مصیبت
دکھ ایسا بھی کیا جو ہو زمانے سے نرالا

(مطبوعہ: ''قومی زبان'' مارچ ۲۰۰۵ء)

سید محمد معاویہ بخاری

# ایک نظر اِدھر بھی

عیسائی دنیا کے روحانی پیشوا ۸۴ سالہ پولش نژاد ''جوزف ووتی دا'' (پوپ جان پال دوم) گزشتہ دنوں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے تھے۔ کیتھولک چرچ کے سربراہ کی آخری رسومات ۸/اپریل کو ادا کی گئیں۔ لیکن ابھی تک اس بات پر اتفاق نہیں ہوسکا ہے کہ پوپ کی مسند آئندہ کس ملک اور کس رنگ و نسل کے Cardinal کارڈینل (کا نصیب بنے گی) ویٹی کن کے ذمہ دار حضرات نئے روحانی پیشوا کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ پوپ جان پال دوم نے اپنا جانشین نامزد نہیں کیا تھا۔ پوپ نے زبانی اور تحریری طور پر بھی کوئی وصیت نہیں کی تھی۔ حتیٰ کہ اپنی بیماری کے آخری ایام میں بھی ان کی طرف سے ایسا کوئی اشارہ نہیں دیا گیا تھا، جس سے یہ تعین کیا جاسکتا کہ آئندہ پوپ کون ہوگا۔ عالمی میڈیا کے ذریعے حاصل ہونے والی ابتدائی اطلاعات یہی تھیں کہ ویٹی کن میں اطراف شمال وجنوب اور مشرق ومغرب سے جمع ہونے والے ۱۲۰ کے قریب کارڈینلز Cardinals (نیا پوپ منتخب کرنے والے رومن کیتھولک مذہبی رہنماؤں) کا اجلاس جاری ہے۔ جس میں تیسرے پاپائے اعظم کا انتخاب کیا جائے گا۔ جبکہ ۱۰/اپریل کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ آنجہانی پوپ جان پال کے جانشین نئے پوپ کے انتخاب کے لیے (کارڈینلز) نے خفیہ رائے شماری کے لیے ۱۸/اپریل کی تاریخ مقرر کی ہے۔

ویٹی کن کے ترجمان کے مطابق تمام کارڈینلز نے آنجہانی پوپ کا ۱۵ صفحات پر مشتمل پولش زبان میں تحریر کردہ وصیت نامے کا مطالعہ کرلیا ہے اور اس کا متن آج جاری کر دیا گیا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے امریکی ٹی وی چینل CNN اور برطانوی نشریاتی ادارے BBC نے بتایا تھا کہ آنجہانی پوپ جان پال نے اپنے جانشین نامزد کرنے کے لیے کوئی وصیت نہیں چھوڑی تھی اور اسی وجہ سے نئے پوپ کے انتخاب میں دشواری پیش آرہی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ نئے پوپ کے انتخاب میں اس لیے بھی دشواری پیش آرہی ہے کہ حالات کی نوعیت تبدیل ہوچکی ہے۔ کئی غلام مملکتیں آزاد ہوچکی ہیں اور وہاں قومی وسیاسی شعور بیدار ہوچکا ہے۔ لوگ اب اپنی پسند وناپسند کا اظہار کھلے طور پر کرنے لگے ہیں۔ بالخصوص افریقی ممالک میں یہ صورت حال تیزی سے وقوع پذیر ہورہی ہے۔ اب برملا کہا جارہا ہے کہ سفید فام لوگ سیاہ فاموں کا ہر طرح سے استحصال کرتے چلے آرہے ہیں۔ حتیٰ کہ مذہبی حوالے سے بھی یہ روایت برقرار ہے۔ باوجود اس کے کہ عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں اور اداروں کا تعلق زیادہ تر عیسائی ممالک سے ہی ہے لیکن عجیب معاملہ ہے کہ یہی ممالک خود انسانی حقوق کی پامالی کا ایک طویل ریکارڈ رکھتے ہیں۔ حالیہ دنوں پوپ کے انتقال کے بعد نسلی تفاخر وامتیاز کی بات ایک بار پھر عیسائی

دنیا میں زیر بحث ہے۔ایک افریقی کارڈینل نے یہ کہہ کر عیسائی دنیا میں تشویش پیدا کر دی ہے کہ اس بار ہم امید کرتے ہیں کہ پوپ کا انتخاب کسی سیاہ فام سے کیا جائے گا۔سیاہ فام کارڈینل کے اس بیان کے فوراً بعد ایک اطالوی عیسائی رہنماء نے جس ردّعمل کا اظہار کیا ہے۔وہ نہ صرف اپنی جگہ اہم ہے بلکہ انسانی حقوق کے بودے نعروں کی نقاب کشائی بھی کرتا ہے۔ اطالوی کارڈینل کا کہنا ہے کہ سیاہ فام پوپ کا انتخاب عیسائیت کی تباہی و بربادی کا فیصلہ ہوگا۔کیونکہ مقدس کتابوں میں لکھا ہے۔وہ شخص سیاہ فام ہی ہوگا جس کے ہاتھوں عیسائیت کو نقصان پہنچے گا۔اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ پوپ کے لیے سب سے مناسب شخصیت کسی اطالوی کارڈینل کی ہی ہوسکتی ہے۔جبکہ بعض دیگر رہنماؤں کا کہنا ہے کہ پوپ کا انتخاب روم سے کیا جانا چاہیے۔اسی طرح لاطینی امریکہ کی عیسائی اکثریت بھی اپنے خطہ کی کسی مذہبی شخصیت کو بطور پوپ دیکھنا چاہتی ہے۔بی بی سی ٹی وی چینل پر نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے کیتھولک عیسائیوں نے بھی اس حوالے سے ملے جلے ردّعمل کا اظہار کیا ہے۔کیتھولک چرچ کی ایک نن کا کہنا ہے کہ کیتھولک چرچ کی روایات دوسروں سے مختلف ہیں۔کیتھولک عقیدہ کے مطابق کوئی عورت پوپ نہیں بن سکتی اور جہاں تک میں جانتی ہوں کوئی سیاہ فام بھی پوپ نہیں بن سکتا۔یہ روایات ہمارے چرچ کے بڑوں نے قائم کی ہیں۔اور مذہبی قانون کی حیثیت رکھتی ہیں۔اس لیے انہیں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

عالمی ذرائع ابلاغ پر ہونے والی بحث کا یہ پہلو انتہائی دلچسپ ہے کہ عیسائی دنیا کم از کم اپنے مذہبی قواعد کے حوالے سے دو باتوں پر پوری طرح متفق ہے۔ اوّل یہ کہ کیتھولک عیسائی فرقہ سے وابستہ کوئی بھی خاتون آنجہانی ''مدرٹریسا'' جیسا انفرادی اعزاز تو حاصل کرسکتی ہے لیکن اسے مذہبی ضابطہ کے مطابق چرچ کا رہنما و مقتدیٰ ہرگز نہیں بنایا جا سکتا۔اسی طرح اقوام عالم میں انسانی حقوق کی تحریک جس چرچ کے زیر سایہ پوری دنیا میں پروان چڑھ رہی اور تمام انسانوں کے برابر حقوق کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے مگر اس چرچ سے منسلک افراد کا مذہبی سربراہ سیاہ فام شخص پوپ نہیں ہوسکتا۔خواہ اس کی پوری زندگی اپنے مذہب کے لیے سرانجام دی جانے والی خدمات کے لیے وقف ہی کیوں نہ ہو چکی ہوں۔یہ بات انتہائی اہم اور قابل غور ہے کہ عیسائی مذہب میں کوئی عورت کسی چرچ کے لیے فادر، پوپ اور بشپ کی جگہ نہیں لے سکتی کیونکہ یہ مذہب کا ضابطہ ہے لیکن امریکی ریاست ویسٹ ورجینیا کے علاقہ میں ایک چرچ میں نام نہاد مسلمان خاتون ''پروفیسر امینہ ودود'' کو مردوں کے مقابلے میں نمازِ جمعہ کی امامت کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔اس کی ہزار جان سے سرپرستی اور میڈیائی تشہیر بھی کی گئی۔گلے میں سکارف لٹکائے ننگے سر عورت سے گویوں کی طرح ایک کان پر ہاتھ رکھ کر باقاعدہ گانے کی صورت اذان دلوائی گئی۔پروفیسر امینہ ودود کا کہنا ہے کہ وہ معاشرہ میں عورت کو مساوی مقام دلانے کے لیے میدان میں آئی ہے۔اس نے کہا کہ عورت کو مسجد میں اس کے بڑے اور مرکزی دروازے سے داخل ہونے اور مردوں کی باجماعت نماز میں پہلی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت ملنی چاہیے۔اس نے مزید کہا کہ ہم اکیسویں صدی میں

اسلام کو دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں۔

قارئین کو یاد رہے کہ پروفیسر امینہ ودود کو نماز کی امامت کے حوالہ سے جب امریکی ریاستوں میں مقیم مسلمانوں نے اپنی مساجد میں اس غیر اسلامی اقدام کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو ورجینیا کے عیسائیوں نے اسے اپنے گرجا گھروں میں باجماعت نماز ادا کرنے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ عیسائی مذہب کی طرح شریعت اسلامیہ میں بھی عورت کو امامت نماز کا حق تفویض نہیں کیا گیا۔ امریکہ ایک لبرل وسیکولر عیسائی مملکت ہے لیکن وہاں بھی کوئی عورت صدارتی انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتی لیکن پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا جیسی اسلامی مملکتوں میں عورت کو سربراہ مملکت بنوایا گیا اور آئندہ بھی توقع ہے کہ ایسا ہوتا رہے گا۔ اسی طرح دیگر اسلامی مملکتوں میں خواتین کو جبراً پارلیمنٹ میں نمائندگی دلوائی گئی ہے اور ان ممالک میں رائج آئین وقانون کی ان شقوں کو دانستہ پامال کرایا گیا ہے جو دین اسلام پر مشتمل ہیں۔ مہذب دنیا کا یہ دوہرا کردار کئی حوالوں سے افسوسناک بھی ہے اور تشویشناک بھی۔ اگر عیسائی مذہب کا قانون اجازت نہ دے تو عورت چرچ میں نن کے عہدے سے آگے نہیں جاسکتی...... دوسری طرف مذہب دین اسلام ہے اور اس کے قوانین بھی تمام حوالوں سے عورت کا کردار متعین کرتے ہیں۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ کے جاننے والے علماء مذہبی شخصیات جب عورت کی سربراہی اس کی امامت اور دیگر اہم مناصب پر اس کی تقرری کو غیر شرعی، غیر اسلامی یا دین اسلام کے قوانین کے خلاف قرار دیتے ہیں تو ان پر انتہاپسندی، دقیانوسیت اور مذہبی انارکی پھیلانے کے الزامات عائد کر دیئے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا میں پاکستان بنیاد پرستی کے حوالے سے بدنام ایک اسلامی مملکت سمجھی جاتی ہے۔ پوپ جان پال کے سوگ میں اس مملکت کا قومی پرچم سرنگوں رہا لیکن کسی مذہب پسند اور بنیاد پرست نے اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ وسیع الظرفی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ دوسروں کے غم کو بھی اپنا دکھ سمجھنے کی عمدہ مثال بھی ہدفِ تنقید بننے والے انہی بنیاد پرستوں نے ہی قائم کی۔ جبکہ اس کے برعکس فرانس جیسی روشن خیال مملکت میں پوپ جان پال کے سوگ میں فرانس کا قومی پرچم سرنگوں کرنے پر نہ صرف اعتراض بلکہ شدید تنقید اور احتجاج بھی کیا جارہا ہے۔

(بحوالہ روزنامہ ''جنگ'' ملتان ۷/اپریل ۲۰۰۵ء)

انسانی حقوق کی علمبردار اور روشن خیال مہذب دنیا خود ہی فیصلہ کرلے اور عقائد ونظریات کے حوالہ سے اپنے دوہرے معیار کا از خود ہی جائزہ لے تو کیا اسے واضح طور پر نظر نہیں آجائے گا کہ یہ ناروا مذاق اور بے رحم دل لگی صرف دین اسلام کے ساتھ ہی روا رکھی جارہی ہے۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کی دل آزاری، ان کے عقائد ونظریات کا تمسخر اور ان کے دینی شعائر کی تذلیل اور دینی اقدار کی تضحیک کرنا ایک محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ دنیا بھر کے حکمران خواہ وہ کسی بھی مذہب سے منسلک ہوں۔ اپنے مذہب، عقیدہ، نظریہ اور معاشرتی اقدار کا تحفظ نہ صرف خود کرتے ہیں بلکہ رہنمائی کے لیے اپنی

مذہبی رہنماؤں سے مشاورت کا راستہ بھی اختیار کرتے ہیں۔

یورپ و امریکہ سمیت مشرق بعید کے ممالک اور جنوبی ایشیا کے ممالک جہاں عیسائیت کے علاوہ ہندو اور بدھ مت کے پیروکاروں کی اکثریت آباد ہے۔ اپنے اپنے مذاہب میں ذرہ بھر تغیر برداشت نہیں کرتے۔ اگر ریاستی امور سے انہیں بے دخل کر دیا گیا ہے تو بھی مذہبی عقائد و نظریات اور طے شدہ ضابطوں میں تغیر لانے کی جرأت نہیں کی گئی۔ حتیٰ کہ امریکہ جیسی سپر پاور کے صدر جارج ڈبلیو بش کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے یہ اختیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ عیسائیت کے لیے وقف کسی روشن خیال راہبہ (نن) کو کسی امریکی چرچ میں بطور پادری مقرر کرا سکیں یا خود کر سکیں۔ جارج بش نے امریکی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے مذہب سے متعلق مضامین میں تغیر لانے کا کوئی فرمان بھی جاری نہیں کیا۔ لیکن ''امینہ ودود'' کی امامت کو لبرل اسلام اور حقوق نسواں کے مضحکہ خیز نعروں سے منسلک کر کے دین اسلام کو تماشا بنانا ضروری سمجھا گیا۔

دین اسلام نے اپنے پیروکاروں کے لیے زندگی گزارنے کے لیے جو حدود متعین کی ہیں ان میں ایک طرف جہاں مردوں سے کہا گیا ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق ادا کریں۔ ان کا احترام کریں اور ان کے مددگار بنیں تو دوسری طرف عورتوں کے لیے بھی قانون بیان کیا گیا کہ وہ مردوں کے شانہ بشانہ نہیں بلکہ اپنی جداگانہ شناخت حاصل کریں اور یہ شناخت تحصیل علم، تعلیم و تربیت اور امورِ خانہ سے مشروط کی گئی ہے۔ ان کے لیے تعلیم سے لے کر کھیل کود کے میدانوں تک دائمی تحفظ فراہم کرنے اور شرپسندوں کی بدتمیزیوں سے انہیں بچانے کے لیے علیحدہ حقوق تفویض کئے۔ مزید کرم فرمائی یہ کی گئی ہے کہ نماز جیسے افضل ترین عباداتی عمل میں بھی خواتین کو خصوصی امتیاز عطاء کیا گیا کہ خواتین مردوں کی طرح مساجد میں جانے اور مردوں کے درمیان بیٹھ کر فرض عبادت کی ادائیگی سے بھی مستثنیٰ قرار دے دی گئیں۔ انہیں اذان دینے ، باجماعت نماز ادا کرنے اور جمعہ کی ادائیگی سے بھی منع کر دیا گیا اور یہ کہہ کر منع کیا گیا کہ اس حکم میں خواتین کی عزت و عصمت کا لحاظ و احترام باقی رکھنا ہی مقصود ہے۔

نام نہاد مہذب دنیا جو اپنے مذاہب کے طے شدہ قوانین میں تغیر لانے کا تصور تک نہیں رکھتی۔ اس کا دین اسلام کے بنیادی قوانین بارے جارحانہ و مخالفانہ رویہ اور انہیں تبدیل کرانے کی کہ جبری کوششیں کیا قابل مذمت نہیں ہیں؟ ارباب حل و عقد، صاحبان فکر و دانش اور مسلمانانِ عالم کو اس دوہرے کردار پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ انہیں ایک نظر اس ناروا سلوک پر بھی ڈالنی چاہیے اور اس حقیقت کو سمجھنا چاہیے کہ دین اسلام بھی اپنے پیروکاروں کے لیے بالکل اسی طرح ناقابل ترمیم ضابطہ رکھتا ہے۔ جس طرح کہ عیسائیت یا دیگر مذاہب رکھتے ہیں۔

رپورٹ: شیرل بنارڈ "CIVIL DEMOCRATIC ISLAM" (چوتھی وآخری قسط)

ترجمہ: سید خورشید عالم

# ’’اچھے مسلمانوں کی تلاش!‘‘

## مفید جمہوری عناصر:

روایت پسند عام طور پر جمہوری عناصر ہوتے ہیں۔ ان افراد نے بہت سی مطبوعات بھی شائع کر رکھی ہیں۔ جن کے ذریعے اسلام کا ایک مہربان اور نرم چہرہ سامنے آجاتا ہے۔ ان کتابوں میں اسلام کے مثبت سماجی پہلو کو پیش کیا جاتا ہے۔ ان کا انداز قدرے دفاعی اور معذرت خواہانہ ہوتا ہے۔ تاہم ان کا مؤقف یہ بھی ہوتا ہے کہ آج کے جدید دور میں جمہوریت، مساوات، سماجی بہبود اور تعلیم کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کا سلام سے تعلق نہیں، جب کہ اسلام ان تمام چیزوں پر یقین رکھتا ہے۔

مغربی جمہوریت، روشن خیالی کی اقدار پر مشتمل ہے جبکہ روایت پسند اس روشن خیالی کے مخالف ہیں۔ وہ اسے کرپشن اور برائیوں کا سبب قرار دیتے ہیں ۔ جدید جمہوریت پر مبنی سول معاشرہ شرعی قوانین کی حمایت نہیں کرے گا جب کہ روایت پسند اس کی حمایت کریں گے۔

جدید دور زنا کی سزا میں موت یا کوڑوں کی حمایت نہیں کرے گا یا وہ ہاتھ کاٹنے کی سزا کی بھی حمایت نہیں کرے گا۔ جدید دور میں عورتوں اور مردوں کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا یا خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کو پسند نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح فیملی قوانین، عدالتی انصاف اور سرکاری وسیاسی زندگی میں بھی خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک پسند نہیں کیا جائے گا۔ تمام روایت پسند عام طور پر ان قوانین کا نفاذ نہیں چاہتے تاہم وہ ان قوانین میں سے چند ایک کا دفاع ضرور کرتے ہیں ایران اور افغانستان میں اسلامی جمہوریہ بننے کے بعد لوگوں کو زنا کی سزا کے طور پر موت کی سزا دی جاتی رہی ہے۔ روایت پسند کا مؤقف ہے کہ قرآن اور شریعت کو مکمل طور پر نافذ کیا جانا چاہیے۔ مزید برآں روایت پسندی کا پسماندگی اور عدم ترقی سے بھی تعلق نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرتی اور سیاسی مسائل پیدا ہورہے ہیں۔ روایت پسندی کو جدید تاریخ میں اسلام کی بالاتر شکل سمجھا جاتا ہے۔

حال ہی میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) نے ’’عرب ہیومن ڈیولپمنٹ رپورٹ‘‘ جاری کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ عرب دنیا میں جمہوریت کا فقدان، خواتین سے غیر مساوی سلوک، تعلیم کو نظر انداز کیا جانا وہ کلیدی عناصر ہیں جس کی وجہ سے عرب دنیا میں پسماندگی پائی جاتی ہے۔ جب تک روایت پسند کسی حیثیت میں بااختیار رہیں گے۔ اس وقت تک مذکورہ تین خرابیاں دور نہیں ہوسکتیں۔

مغرب میں داخلی ٹکراؤ کا خدشہ موجود ہے۔ کیونکہ اسلامی روایت پسند عناصر مغربی ثقافت کے حوالے سے خاصا تضحیک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ہم امریکا میں ۱۱ رستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعے کو جھیل چکے ہیں اس کے بعد ایمرجنسی کی صورت حال۔ جنگ اور دہشت گردوں کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں تاہم کسی ہلکے تصادم کا خطرہ اب بھی برقرار ہے۔

یورپی دانشور اور لبرل افراد جن میں ۱۱ نمایاں شخصیات شامل ہیں اور جو رائے عامہ کے لیڈر اور اسلام کے بارے میں ماہرین سمجھے جاتے ہیں ان کا موقف ہے کہ اسلام کے حوالے سے تحمل کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ یورپی حکومتوں اور دانشور حلقوں نے یورپ کو مسلم انتہا پسندوں کے لیے محفوظ جنت بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب امریکی اور یورپی اہلکار اسلام سے ہم آہنگی کے فروغ کی اہمیت پر زور دینے لگے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ عراق کے معاملے پر امریکا اور یورپ میں جو تقسیم پیدا ہوئی ہے' وہ بھی خاصی نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے۔

ایک اہم جدت پسند رہنما خالد ابوالفضل بھی ہیں۔ اپنی تحریروں کے حوالے سے وہ امریکا میں خاصے معروف ہیں۔ وہ یوسی ایل میں اسلامی قانون کے پروفیسر ہیں۔ انہیں ایک ایسے جدت پسند اسکالر کی حیثیت حاصل ہے جو کئی کتابوں کا مصنف بھی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ماضی سے پیچھا چھڑا لیا جائے۔ ایک اور جدت پسند اسکالر محمد سرور بھی ہیں۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ عربوں کو اکیسویں صدی میں رہنے کے لیے منصوبہ سازی کرنا ہوگی۔ اس منصوبے میں سیاسی آزادی، اجتماعیت اور مساوات خاص طور پر اہم ہیں۔ بعض جدت پسندوں کا خیال ہے کہ جمہوری معاشرے کو اسلام اور اسلامی تاریخ سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔

فتح اللہ' مزید آگے بڑھ کر اس جدید اسلام کی بات کرتے ہیں جو تصوف سے متاثر ہے۔ ان کا اصرار تحمل، برداشت اور عدم تشدد کے حوالے سے ہے۔ ان کے نظریے سے نوجوان نسل اور ایک مضبوط ملٹی نیشنل متاثر ہو چکی ہے۔ باسم طبی بھی یورپ کے ایک جدت پسند مسلمان ہیں۔ وہ اصلاحی اسلام کے حامی ہیں۔ ایران کی بھی ایسی شخصیات موجود ہیں جو دیگر ممالک میں آباد ہیں اور انہیں بھی اس مقصد کے لیے رول ماڈل بنایا جاسکتا ہے بلکہ انہیں تو انسانی حقوق کے لیے کام کرنے پر ہیرو بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

## جدت پسندوں کی کمزوریاں:

نظریاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو جدت پسند عناصر جمہوری اسلام کے فروغ کے لیے نہایت موزوں ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ تاہم موجودہ تناظر میں وہ گونا گوں مسائل سے دوچار ہیں جس سے ان کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے۔ ان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اقتصادی طور پر طاقتور قوتیں بنیاد پرستوں کی پشت پر کھڑی ہیں۔ جو انہیں وسائل، نقد رقوم، انفراسٹرکچر، ہتھیار، میڈیا اور دیگر معروف پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جس سے ان کا تعلیمی اور فلاحی اداروں پر کنٹرول

برقرار رہتا ہے۔روایت پسند عناصر بھی انتہائی منظّم پاور بیس کے مالک ہوتے ہیں۔یہ ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں اور مختلف نوعیت کے عطیات اور زرتلافی بھی حاصل کرتے ہیں۔ان کے اپنے تجارتی ادارے ہوتے ہیں۔

جدت پسندوں کی دوسری کمزوری یہ ہوتی ہے کہ وہ سیاسی طور پر کمزور ہیں۔جو جدت پسند عناصر بنیاد پرستوں یا روایت پسندوں کے ماحول میں رہ رہے ہیں۔انہیں کسی بھی قسم کی سیاسی حمایت حاصل نہیں ہے۔یہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار کریں تو انہیں خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں کے اپنے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن ہیں۔ان کے اپنے طباعتی ادارے ہیں۔ان کے اپنے سکول اور اخبارات ہیں۔اس اعتبار سے جدت پسند عناصر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

ایران کے پروفیسر آغا جاری کو ایک ایرانی عدالت نے محض یہ رائے ظاہر کرنے پر کہ ’’مسلمان کوئی ’’بندر‘‘ نہیں کہ وہ محض علماء کی بیان کردہ تشریحات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرلیں‘‘ سزائے موت کا حکم دے دیا ہے۔جس کی وجہ سے ایران میں طلباء کے مظاہرے جاری ہیں۔ان کی سزا پر عمل درآمد ابھی نہیں ہوا۔

مصر کے ایک جدت پسند ڈاکٹر نوال السعادی کو بھی مختلف مذہبی الزامات کے تحت عدالتی پیشیاں بھگتنا پڑ رہی ہیں۔اسی طرح پاکستان کے بھی بعض جدت پسندوں کو موت کی سزائیں سنائی جاچکی ہیں۔تاہم ان کی سزاؤں پر عمل درآمد ابھی نہیں کیا جاسکا ہے۔جدت پسند چونکہ انفرادی طور پر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہی ان کی کمزوری بھی ہے۔ان کی حمایت کی جائے تو یہ اہم اثاثہ ثابت ہوسکتے ہیں۔آزادی اور انسانی حقوق کی تحریکوں کے ذریعے بعض جدت پسند جیل جانے کا خطرہ مول لینے کو بھی تیار ہیں۔

مغرب اور دیگر خطوں میں جدت پسندوں کو ایک اور مسئلہ بھی درپیش ہے۔یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور منظّم ہو کر زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں۔یہ علمی نوعیت کے کام کرتے ہیں۔اس طرح ان کے کام لوگوں کی ایک بڑی تعداد تک نہیں پہنچ پاتے۔خاص طور پر نوجوان نسل ان کے علمی اور تحقیقی کام سے باخبر نہیں ہو پاتی۔خالد ابوالفضل کا تحقیقی کام جس میں انہوں نے اسلام کے مختلف مکاتب فکر اور ان کے علماء پر تنقید کی ہے‘ وہ انتہائی قیمتی ۳۶۱ صفحات میں دفن پڑا ہے۔

جدت پسندوں یا دوسرے الفاظ میں جدیدیت پسند یونیورسٹیوں کے پروفیسر تو بن سکتے ہیں تاہم یہ کسی مدرسے کے استاد یا کسی مسجد کے اتوار سکول میں بھی تدریس کے فرائض انجام نہیں دے سکتے۔یہ عناصر عام لوگوں کی طرح کا لباس زیب تن کرتے ہیں۔جس کی وجہ سے ان پر عام طور پر کوئی توجہ مبذول نہیں کرتا۔خاص طور پر وہ صحافی جو ’’امریکہ میں مسلمان‘‘ کے عنوان سے کچھ لکھنا چاہتے ہیں‘ وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

جدت پسندوں کی دو اقسام خاص طور پر سمجھنا بہت ضروری ہے۔خاص طور پر اس تناظر میں کہ مغرب میں مسلمان کس طرح اسلام پر عمل کرتے ہیں اور دنیا میں نوجوانوں کا کلچر کس طرح کا ہے۔

## مغربی اسلام:

لاکھوں مسلمان اپنے مسلمان وطن سے دور مغرب میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ وہ وہاں کے ماحول سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ ایک جدید اور جمہوری اسلام کے فروغ کے لیے کسی طور پر مفید ثابت ہو سکتے ہیں؟

## یورپی اسلام:

مشرقی یورپ میں بلقان کے مسلمان قدیم اسلام پر ہی عمل کرتے ہیں۔ تاہم وہ اب ترقی کر چکے ہیں۔ وہ کسی حد تک سیکولر ہیں اور جدت پسندی کی طرف بھی رجحان رکھتے ہیں۔ مشرقی یورپ میں مغرب اور اسلام کی دوستی کے اشتراک کا عملی مظاہرہ نظر آتا ہے۔ البتہ وہاں جبر کا شکار بوسنیائی اور البانوی مسلمانوں کے لیے مغرب کی دخل اندازی بھی نظر آتی ہے۔ اس ضمن میں یورپ کی سول سوسائٹی کی حمایت بھی نظر آتی ہے۔ ایک کیتھولک تنظیم نے محض ایک روز میں ۱۰ لاکھ ڈالر تک عطیہ بھی حاصل کیا۔ یہ عطیہ آسٹریا کی سپر مارکیٹ کے تاجروں کے ذریعے حاصل کیا گیا۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی عدالتیں بھی مسلمانوں کی نسل کشی میں ملوث عناصر کے خلاف سیکولر اصولوں کی بنیاد پر اپنی کارروائیاں بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مغربی یورپ میں ۹۰ لاکھ مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ موجودہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں رہنے والے مسلمانوں کی اکثریت جدت پسند یا سیکولر ہے۔ اس کمیونٹی کے ایک معروف دانشور رہنما باسم طبی اسلامی انتہا پسندی کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے ایک مؤثر ''یورو اسلام'' کے فروغ کی بات کرتے ہیں۔ اس طرح جدید یورپی مسلمانوں کے بارے میں جاننے کا بہتر موقع حاصل ہو سکے گا۔

یورپی حکومتیں بھی روایت پسندوں کی حمایت کرنے کی خواہاں ہیں۔ فرانس کی خواہش ہے کہ وہاں بھی سوشل میکنزم کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک ''اسلامی چرچ'' قائم کیا جائے۔ تاکہ ریاست کو مسلمان اقلیت سے معاملہ کرنے میں بھی آسانی ہو سکے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد اس بات کی ضرورت یعنی ''فرنچ اسلام'' کی ضرورت کو خاص طور پر محسوس کیا جانے لگا ہے۔

## امریکی اسلام:

بالکل یہی صورت حال امریکی اسلام کے حوالے سے بھی ہے۔ امریکہ کے اسلام کا ''سرکاری چہرہ'' ایک روایت پسند اسلام ہے۔ یہ امریکی حکومت کی سرکاری ڈپلومیسی کوششوں کا حصہ ہے۔ یورپی اور امریکی مطالعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیاد پرست اور روایت پسند دونوں اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاہم اسلام کے لیے آواز بلند کرنے کی اہلیت اور عوام

میں اسلام کا صحیح تصور پیش کرنے کے حوالے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

جمہوریت کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ شہری اور ثقافتی تنظیموں کی زیادہ سے زیادہ حمایت کی جائے۔مغربی مسلمانوں کی حد سے زیادہ اسلام (اوور اسلامائزیشن) کی کاوشوں کی تصحیح کی جائے۔روایت پسندوں کو چند تقابلی فوائد بھی حاصل ہیں۔یہ عام طور پر نمایاں ہوتے ہیں اور کھل کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ان کا تنظیمی انفراسٹرکچر موجود ہوتا ہے۔ان میں مساجد اور ان کی کمیٹیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ان کو بیرونی فنڈ بھی مل سکتا ہے۔بنیاد پرست اور روایت پسندوں کے ذرائع سے انہیں بین الاقوامی سطح پر تقسیم کرنے کے لیے سستا لٹریچر بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

امریکی مساجد اور اسلامی سینٹروں اور عام اشیاء کی دکانوں پر مولانا مودودی کی تحریروں کو نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے۔یہ پاکستان کے ایک بنیاد پرست تھے جن کی تحریریں بین الاقوامی مارکیٹ میں بڑے پیمانے پر ارزاں بروشرز کی شکل میں دستیاب ہیں۔مولانا مودودی کی زیادہ کتابوں میں عوام کو براہِ راست مخاطب کیا گیا ہے۔میری لینڈ کی پبلک لائبریریوں میں نوجوان قاریوں کے لیے اسلام کے تعارفی لٹریچر کا اسٹاک بھی موجود ہے۔اس وقت امریکی مسلمانوں کی ۶۰ فیصد تعداد کالج گریجویٹس پر مشتمل ہے۔ان میں سے صرف ۲۰ فیصد باقاعدگی سے مسجد جاتے ہیں۔

امریکہ میں پائے جانے والے اسلامی لٹریچر کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ان کی مختلف سیریز ہیں۔ان میں سے ایک کا نام ''آئی ایم اے مسلم'' ہے۔یہ ایک انتہائی قدامت پسند، انتہائی غریب پاکستانی خاندان کے ۱۱ سالہ بچے کی روداد ہے۔یہ خاندان حال ہی میں انگلستان آیا ہے۔ان اسلامی لٹریچر میں مختلف بیانات درج کئے گئے ہیں۔جو خاصے متنازع ہیں۔مثال کے طور پر:

☆ خواتین کو مردوں کے ساتھ عبادت کرنے کی اجازت نہیں۔

☆ عورت سر سے پاؤں تک خود کو ڈھانک کر رکھے گی۔وہ صرف اپنا چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھ سکتی ہے۔

☆ ایک لڑکی کو ایسے لڑکے سے شادی کرنی ہوگی جسے وہ پہلے کبھی نہیں ملی ہو۔

☆ مخصوص صورتوں میں مسلمان مرد بیک وقت ایک سے زائد شادیاں کر سکتا ہے۔

آخری نقطہ انگلستان میں مستعمل نہیں۔کیونکہ وہاں ایک سے زائد شادیاں کرنا غیر قانونی ہے۔باقی تمام نکات بھی درست نہیں۔والدین کا احترام ایک معاشرتی روایت ہے۔اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔قرآن اور حدیث میں واضح طور پر شادی کے لیے عورت کی مرضی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔خود حضور ﷺ نے عورتوں اور لڑکیوں کی ایسی شادیوں کو جس میں ان کی مرضی کو شامل نہیں کیا گیا تھا منسوخ کر دیا تھا۔اسلامی معاشرے میں عورتوں اور مردوں کی مشترکہ عبادت معمول کا حصہ تھی۔حضرت محمد ﷺ نے ان مردوں کی سرزنش کی تھی جو خواتین کو اس طرح عبادت کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

''آئی ایم اے مسلم'' نامی کتاب میں بے نظیر کے خاندان کی ایک تین سالہ لڑکی (جو بے نظیر کی بہن ہے) کو ایک لمبی

چادر میں لپٹا ہوا دکھایا گیا ہے۔اس کتاب میں جن مردوں کی تصویریں ہیں انگلستان میں رہنے کے باوجود ان میں سے کسی کو بھی مغربی لباس پہنے نہیں دکھایا گیا ہے۔اکثر مردوں نے داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے۔

منٹگمری پبلک لائبریری کی ایک کتاب جو ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی تھی اور جس کا نام ''عقائد عالم'' (World of Bellefs) ہے۔اس میں بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں کے مسلک کو اچھی طرح اجاگر کیا گیا ہے۔اس میں درجنوں خواتین کی تصاویر شامل ہیں مگر ان میں سے کسی ایک کا بھی سر کھلا ہوا نہیں ہے اور تمام نے اچھی طرح پردے کا اہتمام کر رکھا ہے۔اس کتاب میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کا یقین (عقیدہ) ہے کہ خواتین کو اچھی طرح باحیا لباس زیب تن کرنا چاہیے۔اس کتاب کے مطابق بعض مسلمان ممالک کی خواتین صرف سر ڈھانپ لیتی ہیں (یعنی اسکارف استعمال کرتی ہیں) جب کہ بعض ممالک میں وہ سر سے پاؤں تک حجاب میں لپٹی ہوتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جو لاکھوں مسلمان ایسا نہیں کرتے ان کو کیا نام دیا جائے گا؟ قرآن میں تو مردوں اور خواتین دونوں کو باحیا لباس پہننے کی تلقین کی گئی ہے۔گزشتہ دنوں تین افغان خواتین کی تصاویر شائع ہوئی تھیں جنہوں نے رنگ برنگے برقعے پہن رکھے تھے۔طالبان اس طرح شوخ کپڑے کے برقعے پہننے والی خواتین کو تشدد کا نشانہ بناتے تھے۔امریکی محکمہ خارجہ کی سرکاری ''مسلم لائف ان امریکہ'' نامی ویب سائٹ میں بھی خواتین اور لڑکیاں حتیٰ کہ چھوٹی بچیوں کو بھی حجاب پہنے دکھایا گیا ہے۔ایک سپر مارکیٹ کے منظر میں دکھایا گیا ہے کہ دو خواتین کے چہرے ڈھکے ہوئے ہیں۔وہ راستے سے گزر رہی ہیں۔ان تصاویر سے امریکی اسلام کے مرکزی دھارے (مین اسٹریم) کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ یہ امریکی اسلامی کمیونٹی کے ایک حصے کی عکاس ہوتی ہے۔

انتہائی نوعیت کی بنیاد پرستی میں نوجوانوں پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔اس لیے پاسدارانِ انقلاب، طالبان، حماس، اسلامی جہاد اور القاعدہ کو جوانوں خاص طور پر نوجوانوں کے ایک بہت بڑے طبقے کی حمایت حاصل ہے۔بنیاد پرستی میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں کہ نوجوان اس طرف راغب ہو جاتے ہیں۔تاہم اس میں بعض کمزوریوں کے باعث نوجوان بہت جلد اس کے مخالف بھی ہو جاتے ہیں۔

بنیاد پرستی کی خصوصیت یہ ہے کہ نوجوانوں کو حصولِ انصاف کے لیے اٹھ کھڑا ہونا سکھاتی ہے۔خاص طور پر کچلے ہوئے فلسطینیوں کے حوالے سے اس مسئلے کو ضرور دیکھا جانا چاہیے۔مشرق وسطیٰ کے تناظر میں بنیاد پرستی وہاں کی بدعنوان، غیر ملکیوں سے تعلق رکھنے والے ناکام حکمرانوں کو چیلنج کیا جاتا ہے اور مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

بنیاد پرست اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لیے جو پروگرام پیش کرتے ہیں وہ بڑا وسیع مگر مبہم ہوتا ہے۔کرپشن کا خاتمہ، سماجی انصاف کا حصول، اعلیٰ اخلاقی معیار کا حصول تا کہ باقی تمام دنیا اسلام کا احترام کر سکے۔بنیاد پرستی ایک ایسی

چھتری فراہم کرتی ہے تاکہ آپ احساسِ فخر، اپنی شناخت اور مقصد سے وابستہ رہ سکیں۔ نفسیاتی طور پر بھی اس سے وابستہ عناصر میں ڈسپلن، احساس اجتماعیت اور ایک مقصد سے وابستگی پیدا کر دیتا ہے۔

بنیاد پرستی میں بعض ایسی خامیاں بھی ہیں جن سے نئی نسل بہت جلد ان کی مخالف ہو جاتی ہے۔ بنیاد پرستی میں نوجوانوں کی زندگی کی خاص قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ بنیاد پرستی میں نوجوانوں کو ''خود کش بمبار'' بننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بنیاد پرستوں کے مدارس میں بھی نوجوانوں کو شہادت کے حصول کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ خود کش حملہ آوروں کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی عمریں ۳۰ برس سے کم ہوتی ہیں۔

دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ بنیاد پرستی فطرت کے تقاضوں سے ہٹ کر ہے اور یہ بلوغت اور نوجوانی کے تقاضوں سے بھی ہٹ کر ہے۔ اس عمر میں رومان اور جنس کی طلب نارمل سمجھی جاتی ہے۔ جب کہ بنیاد پرستی میں ان چیزوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ بنیاد پرستی انسانی نفسیاتی ضروریات کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ اس طرح نوجوانوں کی اقتصادی اور دیگر ضروریات کی بھی نفی کرتی ہے۔

عرب اور مسلمان معاشروں میں نوجوان بڑی اکثریت میں موجود ہیں۔ بنیاد پرستی نے آبادی کے اس اہم عنصر یعنی نئی نسل پر اپنا تسلط حاصل کر رکھا ہے۔ اگر نئی نسل کو اس امر کا اندازہ ہو جائے تو داخلی تصادم کی صورت حال بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ بنیاد پرستی خواتین کے حقوق کی بھی مخالف ہے۔ جبکہ مسلم معاشروں میں خواتین کی تعداد نصف ہے۔

## صوفی:

صوفی حضرات کسی بھی کیٹگری میں میل نہیں کھاتے۔ ہم انہیں جدیدیت کی ذیل میں شامل کرتے ہیں۔ تصوف میں اسلام کی ایک کھلی اور دانشوری پر مبنی شکل نظر آتی ہے۔ اس لیے اسکولوں کے نصاب میں تصوف کے اثرات کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ خاص طور پر ان ممالک میں جہاں تصوف کا اثر پایا جاتا ہو۔ ان میں افغانستان اور عراق خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصوف یہاں موسیقی، شاعری اور فلسفے کے ذریعے موجود ہے اور صوفی ازم مذہبی قبولی کے حوالے سے ایک پل کا کام کر سکتی ہے۔

اسلامی بنیاد پرستی کا مسئلہ خاصا الجھا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ ایک ''شہری اور جمہوری اسلام'' کی نشو و نما اور ترقی کے لیے ٹھوس اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔ اس ضمن میں درج ذیل نکات پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

☆ جدیدیت پسندوں کی حمایت کی جائے۔ ان کے اسلام کو نمایاں کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے جدت پسندوں کو وسیع پلیٹ فارم مہیا کیا جائے۔

☆ سیکولر عناصر کو بھی بھرپور حمایت فراہم کی جائے۔

☆ سیکولر عناصر کے شہری اور ثقافتی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

☆ اس بات کی کوشش کی جائے کہ روایت پسندوں کو بنیاد پرستوں کے خلاف کھڑا کر دیا جائے۔تا کہ یہ دونوں گروپ آپس میں اپنا اتحاد قائم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

☆ روایت پسندوں میں صرف ان عناصر کی حوصلہ افزائی کی جائے جو جدید سول معاشرے سے ''میچ'' ہوسکیں۔

☆ بنیاد پرستوں کی کھل کر مخالفت کی جائے۔ان کے اسلامی اور نظریاتی انداز پر حملے کئے جائیں۔

☆ اسلام کی تعبیر و تشریح کے حوالے سے بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں کی اجارہ داری ختم کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔

☆ جدت پسند علماء اور اسکالرز سے ایسے ویب سائٹس کے قیام میں تعاون کیا جائے جو روزمرہ مسائل کے حوالے سے سوالات کے جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

☆ جدت پسند اسکالروں کی اس بارے میں حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ وہ بھی کتابیں تحریر کرسکیں اور نصاب مرتب کرسکیں۔

☆ ارزاں نرخوں پر ایسی کتب شائع کی جائیں جن میں بنیاد پرست مصنفین کا بھرپور جواب موجود ہو۔

☆ معروف علاقائی میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جائے۔خاص طور پر ریڈیو کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جائے تا کہ جدت پسند مسلمانوں کے خیالات کی بھرپور ترجمانی ہوسکے۔

## حجاب:

امریکہ میں صرف وہی مسلمان خواتین حجاب استعمال کرتی ہیں جو مسلم دنیا کے دیہی علاقوں سے یہاں آ کر آباد ہوئی ہوں۔خاص طور پر ان کا تعلق بنیاد پرستوں سے رہا ہو۔امریکہ میں حجاب کا مسئلہ خاصا تشویش انگیز ہو رہا ہے کیونکہ جو مسلمان خواتین کسی اسلامی مواقع پر اکٹھی ہوتی ہیں تو انہیں بنیاد پرست عناصر کی طرف سے سخت رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے موزوں اسلامی انداز میں حجاب اختیار نہیں کر رکھا ہے۔

بنیاد پرست اور روایت پسند مسلمان مردوں کے نزدیک بیوی کا مطلب ہے کہ وہ پردہ کرتی ہو(حجاب استعمال کرتی ہو) گھر میں رہتی ہو اور مردوں کے آگے زبان نہ کھولتی ہو۔

## ہماری حکمت عملی کیا ہونی چاہیے؟

ہمیں سب سے پہلے جدیدیت پسند قیادت کو آگے لانا ہوگا۔لیڈروں کے لیے اوّل ماڈل بنانا ہوگا۔جن جدت پسند عناصر کو ماضی میں سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا ہو انہیں شہری حقوق کے ایک بہادر لیڈر کے طور پر سامنے لانا ہوگا۔مصر کی نوال العداوی اور افغانستان کی امور خواتین کی وزیر سیما ثمر اس حوالے سے اہم مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔

دوسرے مرحلے میں ہمیں اسلامی دنیا میں جمہوری معاشرے (سول سوسائٹی) کے فروغ کے اقدامات کی کوشش

کرنی ہوگی۔اس مقصد کے لیے مقامی غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر شہری اداروں کو آگے آنا ہوگا۔کیونکہ کسی بحرانی صورت حال میں انہی میں سے ایک جمہوری قیادت ابھرسکتی ہے۔اس مقصد کے لیے دیہی علاقوں میں کام کیا جائے۔شہری ادارے اس مقصد کے لیے انفراسٹرکچر فراہم کرسکتے ہیں۔جس سے لوگوں میں سیاسی شعور پیدا ہوگا اور وہ ایک معتدل اور جدید قیادت کو سامنے لاسکیں گے۔

ہمیں امریکی، جرمن اور مغربی اسلام کو فروغ دینا ہوگا۔اس مقصد کے لیے افہام وتفہیم کی ضرور پڑے گی۔اس صورت حال میں بنیاد پرستوں کی کھل کر مخالفت کرنی ہوگی۔اس مقصد کے لیے ہمیں عرب صحافیوں کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی تاکہ وہ بنیاد پرستوں کی ذاتی زندگیوں اور عادات کے بارے میں کھل کر رپورٹنگ کرسکیں۔ان بنیاد پرستوں کی سفاکیوں کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔مثال کے طور پر سعودی عرب میں غیرملکی ملازمین پر اپنے نئے بچوں کی تصویر کھنچوانے کی ممانعت ہے کیونکہ اسلام میں تصویر جائز نہیں۔دوسری طرف سرکاری دفاتر میں شاہ فیصل کی تصاویر لگی نظر آتی ہیں۔

ہمیں اس بات کو بھی بے نقاب کرنا ہوگا کہ مسلمانوں کی ''فلاحی تنظیمیں'' دہشت گردوں کو سرمایہ فراہم کرتی ہیں۔ ۱۱رستمبر۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد یہ بات اب کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ایسی تنظیموں کے ذریعے انتہاپسند عناصر کو سرمایہ فراہم کیا گیا۔ہمیں ایک معتدل اور خوشنما اسلام کے بارے میں پروپیگنڈہ کرنا چاہیے اور اس حوالے سے ہراس ملک، خطے اور گروپوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے جو اس مقصد کے لیے تعاون کرے۔

تصوف کے پیغام کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ہمیں ان ممالک کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی جہاں تصوف کی مضبوط روایات موجود ہیں۔ہمیں ان کی تاریخ کو اسکول کے نصاب میں شامل کرنا پڑے گا۔ہمیں اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم نوجوانوں کو انتہاپسند اسلامی تحریکوں سے دور رکھیں۔اسکولوں کے نصاب میں جمہوری اسلام کے پیغام کو نمایاں کرکے شامل کیا جائے۔بنیاد پرستوں نے مسلم ممالک میں تعلیم کے شعبے پر اپنی گرفت مضبوط رکھنے کی زبردست کوشش کررکھی ہے۔ہمیں یہاں اپنے قدم جمانے ہوں گے۔ہمیں تعلیم اور نوجوانوں پر بھرپور توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔

ہمیں بنیاد پرستوں کے تضادات کو نمایاں کرکے سامنے لانا ہوگا۔جدت پسند عناصر کو سامنے لانا ہوگا۔یہ عناصر حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ہمیں پسماندہ وہابی عناصر کی اتھارٹی کو کمزور بنانے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ہمیں بنیاد پرستوں کے غیرقانونی گروپوں سے تعلقات اور سرگرمیوں کو نمایاں کرکے پیش کرنا ہوگا۔بنیاد پرستوں کے جارحانہ اندازِفکر کو لوگوں کے سامنے لانے کے اقدامات کرنے ہوں گے۔ہمیں انتہائی چنیدہ سیکولر عناصر کی بھی بھرپور مدد کرنی پڑے گی۔ہمیں بنیاد پرستوں کو ایک دشمن کے طور پر سامنے لانا ہوگا۔قوم پرستی یا بائیں بازو کے نام پر ہمیں سیکولر عناصر کے امریکہ مخالف حلقوں سے اتحاد کی کوششوں کو روکنا ہوگا۔ہمیں اس بات کی حمایت کرنی ہوگی کہ اسلام میں مذہب اور ریاست کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور یہ الگ الگ ہیں۔نیز اس بات کو ماننے سے ایمان پر کوئی حرف نہیں آتا۔

اطہر ہاشمی

# لڑکیاں بھگانے کی سرکاری اجازت

زیادہ پرانی بات نہیں۔کوئی لڑکی اگر بھاگے تو گھروں میں بیٹھی ہوئی خواتین دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتی تھیں اور محلے کے مردوں کی نظریں شرم سے جھک جاتی تھیں، گھر والوں کا جو حال ہو سو ہو، شریف گھرانوں میں اب بھی لڑکی کے بھاگنے پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔لیکن روشن خیالی کی ایسی وبا چلی ہے کہ اب والدین فخریہ بتاتے ہیں کہ ''سنا! آپ نے، ہماری لڑکی بھاگ رہی ہے۔''

ستم یہ ہے کہ لڑکیوں کو بھگایا جا رہا ہے اور خواتین کے حقوق کی نام نہاد علمبردار تنظیمیں اس پر خوش بھی ہو رہی ہیں اور جو کوئی اسے برا جانے اس کی مذمت کی جا رہی ہے۔لڑکیاں دوڑ بھاگ کر بھی اور مردوں کے ساتھ نہ بھاگیں تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔خرابی تو تب پیدا ہوتی ہے جب لڑکیاں لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھاگ نکلیں۔اس کا بہت مناسب حل ہمارے صدر صاحب نے پیش کیا تھا کہ کسی کو یہ بات پسند نہیں تو وہ اپنی آنکھیں بند کر لے۔بات تو صحیح ہے۔جب والدین یا بزرگ آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو یہ نوبت آتی ہے اور اب تو یہ سرکاری حکم ہے کہ آنکھیں اور کان بند رکھو۔

پہلے لاہور میں مراتھن ریس ہوئی تو اس پر بلاوجہ کچھ لوگ اعتراض کر بیٹھے کہ لڑکیاں مردوں کی ہم راہی میں کیوں دوڑ رہی ہیں۔یہ اعتراض دیکھنے والوں ہی نے کیا ہوگا۔وہ وہاں کیا کر رہے تھے۔اس پر خوب واویلا ہوا۔ہمارے صدر صاحب نے معقول جواب بھی دے دیا کہ آنکھیں اور ٹی وی بند رکھو۔یہی بات امریکی صدر بش نے بھی کہی ہے کہ اگر والدین یہ سمجھیں کہ کوئی پروگرام فحش ہے تو ٹی وی بند کر دیا کریں۔حیرت تو اس پر ہے کہ امریکی بھی کسی پروگرام کو فحش سمجھ سکتے ہیں۔ہمیں اس پر حیرت نہیں کہ جو امریکی صدر نے کہا وہی ہمارے صدر نے بھی کہا۔ہمارے لیے تو یہ مماثلت باعث فخر ہے۔ہم اس طرح بیٹھے بٹھائے امریکہ کے ہم پلہ ہو گئے۔ہمارے کچھ نادان ہم وطن یہ نہیں سمجھ پا رہے کہ ہماری خیر خواہ اور دانشمند حکومت ہمیں آسان راستے سے امریکہ اور یورپ کا ہم پلہ بنا رہی ہے۔خطرناک ترین اسلحہ اور طاقت میں تو ہم امریکہ کا مقابلہ کرنا تو کیا بھارت سے بھی بہت پیچھے ہیں لیکن ان کے طور طریقے اپنا کر تو ان کے برابر آ سکتے ہیں۔امریکہ میں تمام معاملات اتنے مخلوط ہیں کہ مرد و زن کو پولیس بھی الگ نہیں کر سکتی۔چنانچہ اس معاملہ میں مقابلہ ہو جائے۔یہ آسان راستہ ہے۔شاید کسی نے یہ رپورٹ بھی دی ہو کہ امریکہ و یورپ کی ترقی کا راز ہی عریانیت میں ہے۔کپڑے پہننے اور اتروانے میں جو وقت ضائع ہوتا ہے، اس وقت کو قوم کی ترقی میں صرف کیا جا سکتا ہے۔لڑکیوں کے نیکر پہن کر مجمع عام میں

نمائش کی تو اب سرکاری اجازت مل گئی ہے۔لیکن قباحت یہ ہے کہ مغرب والے تو اس سے کہیں آگے جا چکے ہیں۔ہم کہاں تک اپنے کپڑے اتاریں گے اور پھر کہیں یہ نہ ہو کہ ہمیں جب اس مقام تک پہنچا دیا جائے تو مغرب والے کپڑے پہن لیں۔وہ بہت ہوشیار ہیں۔ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کپڑے اتروانے کے لیے وہ لوگ ننگے ہو گئے ہیں۔ہمارے بدن پر کپڑے ہی تو رہ گئے تھے۔لیکن ذرا سی حیرت اس پر ہوتی ہے کہ لڑکیوں کو نیکر پہنا کر مردوں کے ساتھ دوڑ لگوانے کے شائقین اور منتظمین کی اپنی بہو بیٹیاں نظر نہیں آتیں۔حالانکہ نیک کام گھر سے شروع ہوتا ہے۔

لاہور کی ریس پر احتجاج کے اثرات آزمانے کے لیے پہلوانوں کے شہر گوجرانوالہ میں اس میزائل کی آزمائش کی گئی۔حکومت کی نیت بالکل صاف تھی۔حکمران تو اپنی قوم کی غیرت کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ملا نصیرالدین کے گھر میں چور داخل ہوا اور پکڑا گیا تو اس نے یہی دلیل پیش کی تھی کہ ملا جی! میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ ہوشیار بھی ہیں یا نہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کوئی لوٹ کر لے جائے۔گوجرانوالہ کے عوام نے ثابت کر دیا کہ وہ ابھی ہوشیار ہیں اور غیرت بھی زندہ ہے۔حکومت بھی اس پر خوش ہو گی کیونکہ وہ بھی قوم کو بیدار دیکھنا چاہتی ہے۔

اب ایک امتحان شاہینوں کے شہر سرگودھا میں لیا جا رہا ہے۔وہاں بھی مخلوط مراتھن ریس کی تیاریاں ہیں۔مناسب تو یہ تھا کہ مراتھن کا کوئی معقول ترجمہ تلاش کر لیا جاتا۔لیکن مغرب کی نقل ہی کرنی ہے اور اسی طرح اپنا قد اونچا کرنا ہے تو یونہی سہی۔بس ذرا طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔مگر اب تو ہر محکمے، ہر ادارے کا نام ہی انگریزی میں رکھا جا رہا ہے۔ایک دو سیاسی جماعتوں کے سوا تقریباً تمام سیاسی جماعتوں کا نام انگریزی ہی میں ہے۔خود مسلم لیگ آدھی فرنگی ہے۔اسی میں بھارت سے مقابلہ کرایا ہوتا جہاں ایک انگریز سر ڈگلس ہیوم کی قائم کردہ کانگریس کے سوا باقی سب جماعتیں اپنی ہی زبان میں ہیں۔بی جے پی کا آخری ٹکڑا انگریزی میں ضرور ہے۔مسلم لیگ کی طرح لیکن وہاں پارٹی کا ترجمہ ''دل'' موجود ہے۔

سرگودھا میں پھر کسی کو کسی کا امتحان مقصود ہے۔جب یہ سطور ہوں گی، نتیجہ آ چکا ہو گا*۔سرگودھا کے ناظم نے تو مخلوط دوڑ منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا لیکن پنجاب کے وزیر کھیل کہتے ہیں کہ ناظم کو اس کا اختیار نہیں اور ہم سرگودھا کی لڑکیوں کو مردوں کے ساتھ بھگا کر رہیں گے۔گورنر پنجاب بھی اس پر مصر ہیں۔ہمیں مرحوم سلطان راہی کی فلمیں بہت پسند تھیں مگر اب ہاتھوں میں گنڈاسہ ہے نہ کلہاڑا۔

---

* گوجرانوالہ کے غیرت مند مسلمانوں کے احتجاج اور ملک بھر کی دینی قوتوں کے اعلانِ مزاحمت کے بعد حکومتِ پنجاب نے مخلوط دوڑ ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔جبکہ غیرت مند مسلمان بیٹیوں نے بھی ایسی دوڑ میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔(ادارہ)

سرگودھا کبھی شاہینوں کا شہر کہلاتا تھا۔اب پتہ نہیں کیا صورتحال ہے۔وہاں کے شاہین شاید قصرِ سلطانی کے گنبد میں جا بیٹھے۔۱۹۶۵ء کے بعد ایک بار پھر یہ پرسکون اور سرسبز وشاداب شہر عالمی خبرنامے کا حصہ بننے والا ہے۔کہتے ہیں کہ رانجھا بھی یہیں سے جھنگ گیا تھا اور ہیر کے ساتھ دوڑ لگائی تھی۔دوڑ تو مرزا نے صاحباں کے ساتھ بھی لگائی تھی لیکن رانجھا کے معاملے میں کیدو اور مرزا،صاحباں کے درمیان صاحباں کے بھائی آ گئے تھے۔ان کی غیرت کا تقاضا تھا کہ وہ یہ دوڑ نہ ہونے دیں۔اب دیکھئے سرگودھا میں کیا ہوتا ہے کیونکہ حافظ حسین احمد اور لیاقت بلوچ بیچ میں آرہے ہیں۔حافظ صاحب کہتے ہیں کہ لڑکیاں بھلے چہار دیوار کے اندر دوڑ لگائیں‘ ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن سرعام اور مردوں کے ساتھ ہم دوڑ نے کی اجازت نہیں دیں گے۔

لیجیے! بھلا چہار دیوار کے اندر اور اپنی ہم جنسوں میں دوڑ لگائی تو حکمرانوں کو کیا مزہ آئے گا۔یہ تو سارا تماشا ہی مردوں کو محظوظ کرنے کا ہے اور عورت اب بھی اس بات کو نہیں سمجھی کہ اسے سامان تفریح بنا جارہا ہے۔مغرب کی عورت مساوات کے پرفریب نعرے کا شکار ہو کر پچھتا رہی ہے۔ہماری عورتوں کو بہت بعد میں عقل آئے گی‘ جب وہ دوڑ دوڑ کر تھک جائیں گی۔خدا نہ کرے مغرب کی طرح وہ مرحلہ آئے جب عورت کو بیوی بننے کے حق دیئے بغیر ماں بنا دیا جائے اور اسے روشن خیالی،لبرل ازم باور کرایا جائے۔

پاکستان کی پہلی اور اب تک آخری خاتون وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے تو سیاست کی میراتھن ریس میں حصہ لیا تھا۔اس کے لیے اپنے بھائی اور انکل لغاری کو بھی قربان کیا۔لیکن وہ بطور وزیراعظم کہا کرتی تھیں کہ ہمیں علامہ اقبال کا اسلام چاہیے۔کاش!انہوں نے علامہ اقبال کو پڑھ بھی لیا ہوتا۔کم از کم یہی جان لیتیں کہ عورت کے بارے میں علامہ کے کیا خیالات ہیں۔عورت اور تعلیم کے عنوان سے ان کے تین شعر استفادۂ عام کے لیے پیش کر دیتے ہیں:

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اموت
ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

خبر لیجیے! زن‘ نازن ہوتی جا رہی ہے۔روشن خیالی کے پردے میں اسے اس تباہی سے بچا لیجیے۔اپنے گھر ہی میں دوڑالیں۔یہ کیسے والدین ہیں جو اپنی بچیوں کو مردوں کی ہوس ناک نظروں کا نشانہ بنانے کے شوق میں مبتلا ہیں۔

(مطبوعہ:''تکبیر''۔۱۳/اپریل ۲۰۰۵ء)

(پہلی قسط)

عبدالرحمٰن
(اسلام آباد)

# ''ضرورتِ اتحاد'' یا سبائیت کی ترجمانی

محترم قارئین !اس مضمون کی اشاعت کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ماہنامہ ''الخیر'' ملتان مارچ ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''ضرورتِ اتحاد'' شائع ہوا۔ جس میں اتحاد کم اور افتراق زیادہ تھا اور اہل سنت کے عنوان سے سبائیت کی ترجمانی کی گئی تھی۔

ہم نے ایک خط کے ذریعے اس مضمون پر بعض اشکالات واعتراضات کئے تھے اور جناب مفتی صاحب کو بھی مضمون سے رجوع کی دعوتِ فکر دی تھی......اسی جذبے سے ''الخیر'' ملتان کے محترم مدیر اعلیٰ اور مدیر صاحبان کو بھی اس طرف متوجہ کیا کہ:

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

تقریباً گیارہ ماہ بعد ہمارے اس مضمون کو ''الخیر'' میں شائع کرنے کی بجائے اس کا جواب شائع کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے طویل انتظار کیا کہ شاید صحافتی آداب کی رعایت کرتے ہوئے مدیر ''الخیر'' مولانا محمد ازہر صاحب ہمارے اس مضمون کو ''الخیر'' میں جگہ دیں گے۔ یوں قارئین کی حقیقت تک رسائی آسان ہوگی اور سلامتِ فکر کے متعلق وہ صحیح فیصلہ کر سکیں گے۔

محترم مدیر ''الخیر'' نے ہمارا مضمون تو شائع نہ کیا اور نہ ہی مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے اسے شائع کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ مضمون ان دونوں حضرات کو بھی ارسال کیا گیا تھا۔ انہوں نے جب صحافتی آداب کی رعایت کا خیال کئے بغیر الٹا ہمارے مضمون کا جواب شائع کرنا شروع کر دیا اور جبکہ ہمارے اشکالات وسوالات کی عبارت انتہائی مختصر اور بغیر دلائل کے مفتی انور اوکاڑوی صاحب نے نقل کی اور وہ بھی ادھوری۔ تو اب ہمارے لیے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ ''الخیر'' کی خیر سے مایوس ہو کر ہم نے ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کے درِ حق پر دستک دی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ اس کو ضرور شائع کریں گے۔

محترم مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مضمون ''ضرورتِ اتحاد'' ماہنامہ ''الخیر'' ملتان مارچ ۲۰۰۴ء میں پڑھا۔ اس کی بعض باتیں مجھے سمجھ نہیں آئیں بلکہ مزید الجھن کا باعث بنی ہیں۔ ان کے بارے میں مندرجہ ذیل چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔ امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے مطمئن فرمائیں گے۔

اوّل: ''رفض کی تائید یا تردید'' کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ رافضی، حضور ﷺ کے بعد بارہ معصوم مانتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ لفظ استعمال نہیں کرتے مگر عملاً روافض سے پیچھے نہیں کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ کی خطاء اجتہادی کا لفظ سن کر فوراً آگ بگولہ ہو جاتے ہیں حالانکہ خطائے اجتہادی عبادت کے درجہ میں ہے۔ جس پر ایک ثواب کا ملنا حدیث پاک سے ثابت ہے ......خطاء اجتہادی کا صحیح مفہوم (یہ ہے۔ ازناقل) کہ یہ صورۃً خطا ہے۔ حقیقتاً عبادت کی ایک قسم ہے۔ (''الخیر''۔ص ۲۰، ۲۱)

جناب مفتی صاحب! مجھے آپ کی اس عبارت پر مندرجہ ذیل چند اشکالات ہیں:

(۱) کیا آپ سے تعبیری تسامح تو نہیں ہوا؟ اس لیے کہ آپ نے اجتہادی خطا کو عبادت قرار دیا اور اس پر ثواب ملنا بیان فرمایا ہے۔ جبکہ اجتہاد عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔ خطا عبادت نہیں اور نہ ہی اس پر ثواب ملتا ہے بلکہ خطا سے ثواب کم ہو جاتا ہے۔ جس حدیث (اذ احکم الحاکم الخ) کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد کی کاوش وجد و جہد پر اور صواب (حکم مطلوب) تک پہنچنے کی وجہ سے اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جس سے خطا ہو جائے، اس کو محنت و کوشش (یعنی اجتہاد) کرنے پر ایک اجر ملتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اجتہاد عبادت ہے نہ کہ خطا۔ چنانچہ امام نوویؒ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

**فان اصاب فله اجران ، اجر باجتهاده و اجر باصابته و ان اخطاء فله اجر باجتهاد الخ**

ترجمہ: اگر مجتہد صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔ ایک اجر اس کے اجتہاد کی وجہ سے اور دوسرا صواب تک پہنچنے کی اور اگر خطا کرے تو اجتہاد کی وجہ سے اس کے لیے ایک اجر ہے۔'' (نووی شرح مسلم صفحہ ۷۶ ج ۲)

مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں:

**فان الحديث صريح فى ثبوت اجر من اخطاء من المجتهدين وليس ذٰلک اجر على الخطاء انما هو اجر علىٰ اجتهاده فى طلب الحق و هو عباده''(تكمله فتح الملهم ص ۵۹۲، ج ۲)**

ترجمہ: یعنی اس حدیث سے مجتہد مخطی کو اجر و ثواب ملنے کا ثبوت تو ہے لیکن یہ ثواب خطا پر نہیں بلکہ اس کے اجتہاد پر ہے اور یہی عبادت ہے۔

(۲) دوسرا اشکال مجھے آپ کی بات پر یہ ہے کہ بقول آپ کے خطاء اجتہادی کا عبادت ہونا اور اس پر ثواب ملنا کیا صرف حضرت معاویہ کے ساتھ ہی خاص ہے یا حضرت علیؓ و دیگر کسی صحابی کے لیے بھی ہو سکتا ہے؟ اور جیسے حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہی خاص ہے یا حضرت علیؓ و دیگر کسی صحابی کے لیے بھی ہو سکتا ہے؟ اور جیسے حضرت معاویہؓ کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت کرنے میں ان کی توہین نہیں ایسے ہی اگر کوئی شخص سیدنا علیؓ و دیگر کسی صحابی کی طرف یہی نسبت کر دے تو کیا وہاں بھی اس کو عبادت اور باعث ثواب ہی کہا جائے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر کہا جائے گا تو پھر ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا

فرماتے ہیں جو صفین اجتہاد میں حضرت معاویہ کی بہ نسبت حضرت علیؓ کی خطاء اجتہادی کے قائل ہیں؟ خصوصاً ان لوگوں کے بارے میں جو حضرت علیؓ کی خطاء اجتہادی کا سن کر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ علی الاخص جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے خطا نہ ہوئی نہ ہو سکتی تھی۔ کیا یہ بھی کہیں روافض کے عقیدۂ عصمتِ ائمہ کی بعینہٖ پیروی تو نہیں۔

(۳) تیسرا اشکال اس حوالے سے میرا یہ ہے کہ کسی مجتہد کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت ایک تو ہوتی ہے۔ برائے تبرئہ مجتہد کے کسی اجتہاد پر خلاف شرع ہونے کا شبہ ہوتا یا ہونے کا خطرہ تھا۔ اس کی حقیقت بیان کر دی کہ اگر خطا ہے بھی تو اجتہادی ہے اور مجتہد بہر حال ماجور ہے۔ اور ایک نسبت ہوتی ہے برائے تخطئہ کہ آدمی، مجتہد کو بہر صورت مخطی ثابت کرنے بلکہ بنانے پر اپنا سارا زور صرف کر دے۔ کوئی دوسرا اگر مجتہد کے کسی اجتہاد کی ایسی مناسب توجیہ بھی کر دے جس سے اس کی طرف خطا کی نسبت نہ کرنی پڑے تو تب بھی آدمی اس کو ضرور بالضرور مخطی ہی بنانے پر تل جائے۔ کیا آپ کے نزدیک ان دونوں نسبتوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا۔ اور اگر نہیں تو کیا جمل وصفین میں حضرت علیؓ کو مجتہد کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر کہا جا سکتا ہے تو جو لوگ ایسا کہتے کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

(۴) چوتھا اشکال میرا یہ ہے کہ جو لوگ بقول آپ کے حضرت معاویہؓ کی خطاء اجتہادی کا لفظ سن کر فوراً آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ ان کو تو آپ نے فرمایا ہے کہ ''یہ لوگ عملاً روافض سے پیچھے نہیں'' لیکن دور حاضر کے امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے تو اس سے بھی بڑھ کر صرف عملاً نہیں بلکہ شاید عقیدۃً حضرت علیؓ کو معصوم بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب نے پہلے تو معصوم اور محفوظ کا فرق یوں بیان کیا ہے: ''معصوم وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا اور محفوظ وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے مگر...... اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے'' (خارجی فتنہ۔ ص ۵۴۲، ج ۱)

پھر حضرت علیؓ کے متعلق لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام وہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۴۵۵، ج ۱)

نیز لکھتے ہیں: ''آپ یہ فیصلہ قبول بھی نہیں کر سکتے تھے...... اور ان سے اس سلسلہ میں خطاء اجتہادی کا صدور بھی نہیں ہونے دیا۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۵۸۲، ج ۱)

> شیعوں کا عقیدہ یوں بیان کیا ہے: ''حالانکہ اہل سنت کے عقیدہ میں معصوم انبیاء سے بھی ذلّت (لغزش) کا صدور ہو جاتا ہے...... البتہ شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومین (بارہ امام) سے لغزش اور سہو کا صدور بھی نہیں ہو سکتا۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۵۰۰، ۵۰۱ ج ۱)

کیا یہ حضرت علیؓ کو شیعوں کی طرح معصوم بنانا نہیں ہے؟ تو کیا حضرت قاضی صاحب مرحوم کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں کہ ''وہ عملاً یا عقیدۃً بھی روافض سے پیچھے نہیں ہیں'' اگر کہا جا سکتا ہے تو پھر سنی کون ہوا؟ اگر نہیں تو حضرت معاویہؓ کی خطا کا سن کر آگ بگولہ ہونے والوں کا ہی اتنا بڑا قصور آخر کیا ہے؟

دوم: حضرت نفیس شاہ صاحب نے حضرت مولانا لکھنویؒ کی جو عبارت مولانا قاری قیام الدین صاحب

(پنڈ دادنخان) کی حضرت معاویہؓ سے متعلق کتاب پر تقریظ میں لکھی ہے:

''حضرت علیؓ کی صف نعال میں بھی اگر حضرت امیر معاویہؓ کو جگہ مل جائے تو یہ ان کی سعادت ہے۔''اس عبارت کی تائید وتصدیق کرتے ہوئے آپ نے اس کو عقیدہ اہل سنت کہا ہے......آگے چل کر آپ (یعنی مفتی انور صاحب) لکھتے ہیں کہ''(حضرت شاہ صاحب نے) یہ الفاظ حضرت علیؓ کی نسبت سے لکھے ہیں۔یار لوگوں نے صرف صفِ نعال یاد کرلی اور اس نسبتِ علیؓ کو حذف کردیا۔یاد رکھیں کہ یہ صفِ نعال مولانا عبدالشکور لکھنوی یا مولانا نعمانی یا حضرت شاہ صاحب مدظلہ کی نہیں حضرت علیؓ کی ہے جو بالاتفاق خلیفہ راشد ہیں......یہ توہین نہیں فرق مراتب ہے......اس میں کوئی پہلو توہین والا نہیں۔''(ماہنامہ''الخیر''ملتان۔ص ۲۱،۲۲)

مفتی صاحب! آپ کی اس عبارت پر بھی چند اشکالات ہیں:

(۱) اگر فرق مراتب بیان کرنے کا یہ انداز کوئی توہین نہیں تو کیا اگر کوئی خارجی یا ناصبی یہی طریقہ اصحاب ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ میں فرق مراتب بیان کرتے ہوئے اپنالے اور یوں کہے کہ:

''اصحاب ثلاثہؓ کی صفِ نعال میں بھی اگر حضرت علیؓ کو جگہ مل جائے (العیاذ باللہ) تو یہ ان کی سعادت ہے۔''

اور ایسے ہی اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ حضرت مدنیؒ کی صفِ نعال میں بھی حضرت رائے پوری کو جگہ مل جائے تو یہ ان کی سعادت ہے۔''یا کوئی یوں کہے کہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کی صف نعال میں بھی حضرت نفیس شاہ صاحب کو جگہ مل جائے تو یہ ان کی سعادت ہے''تو کیا آپ کے نزدیک فرق مراتب بیان کرنے کا یہ انداز صحیح ہوگا؟ کیا آپ کے نزدیک اس انداز بیان میں کوئی قباحت نہیں؟

محترم! ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت لکھنویؒ نے یہ بات کس موقع اور کس سیاق وسباق میں کہی ہے اور جناب نفیس شاہ صاحب کا اس انداز بیان سے کیا مطلب ہے۔الفاظ بہر حال غلط ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ فرق مراتب ہے اور حضرت علیؓ کا مقام ومرتبہ بلند ہے۔حضرت لکھنویؒ کی شخصیت کے پیش نظر اس کی کوئی مناسب توجیہ تو کی جائے گی لیکن اس انداز کو توہین کے شائبے سے بھی پاک جان کر اسکی تصحیح ہرگز ہرگز نہیں کی جاسکتی۔صحابہ کرامؓ سے متعلق ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ان کا مقام اس حوالے سے زیادہ احتیاط کا تقاضا کرتا ہے اور ایسے انداز سے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **لاتفضلوا نی علی یونس** کہ مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت مت دو۔یعنی امام الانبیاء تو آپ ہیں لیکن فرق مراتب بیان کرنے کا یہ انداز مناسب نہیں ہے۔خود اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ میں فرق مراتب بیان کیا ہے **لایستوی منکم......وکلا وعداللہ الحسنی** اور انبیاء میں بھی فرق مراتب ہے لیکن اس کو بیان کرنے میں ایک دوسرے کے جوتوں میں بٹھلانا سوء ادب اور توہین ہے۔آپ حضرت لکھنویؒ کی یا نفیس شاہ صاحب کی طرف سے معذرت اور تاویل کریں تو کریں لیکن اس کو اس طرح صحیح بتلانا بالکل غلط ہے۔اصولِ اہل سنت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

مفتی صاحب! آپ کا اس موقع پر یہ لکھنا کہ:

''یادرکھیں کہ یہ صف نعال مولانا عبدالشکور لکھنوی یا مولانا نعمانی یا حضرت شاہ صاحب مدظلہ کی نہیں حضرت علیؓ کی ہے''

تو اور بھی زیادہ قبیح ہے۔ حضرت لکھنویؒ کی عبارت میں حضرت علیؓ کی تصریح موجود تھی۔ پھر کوئی احمق اس کو لکھنوی یا نعمانی یا نفیسی صفِ نعال کیسے سمجھ سکتا تھا کہ آپ کو اس کی وضاحت کرنا پڑی۔ آپ کی اس دلآزار وضاحت کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی لکھنوی و نعمانی اور نفیسی صف نعال میں جگہ ملنے والی سعادت بھی گونفیاً ہی سہی مگر زیر بحث آسکتی ہے اور یہ سوچ کسی جلے بھنے سبائی کی تو ہوسکتی ہے کسی صحیح العقیدہ سنی کی نہیں ہوسکتی۔

مفتی صاحب! محمود احمد عباسی صاحب کے جوش تردید میں عظمتِ سیدنا معاویہؓ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ حضرت معاویہؓ اسلاف کے بھی اسلاف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں اور متفق علیہ خلیفہ راشد ہیں۔ ملحوظ رہے کہ اگر حضرت نفیس شاہ صاحب حضرت رائے پوری کے معتمد علیہ ہیں تو سیدنا معاویہؓ 'امام الانبیاء اور صحابہ کرام کے معتمد علیہ ہیں۔ حضرت علیؓ کی عظمت بیان ہونی چاہیے اور محمود احمد عباسی کی تردید ضرور ہونی چاہیے لیکن حضرت معاویہؓ کی توہین وتنقیص کر کے نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نفیس شاہ صاحب تو ناقل ہیں اور مسلمہ اصول ہے کہ ناقل حوالہ دے دے تو وہ بری الذمہ ہوتا ہے۔''

مفتی صاحب! کیا یہ اصول مولانا مودودی صاحب اور لعل شاہ صاحب پر بھی لاگو ہوگا؟ نیز کیا روافض' حضرات صحابہ کرام کی توہین وتنقیص بلکہ تکفیر تک میں بھی قرآن وحدیث اور سنی کتب کے حوالے نہیں دیا کرتے؟ تو کیا آپ ان کو بری الذمہ قرار دیں گے؟ ایک ہے حوالہ دینا ایک ہے' اس سے استدلال کرنا...... بالفرض اگر حوالہ سے بری الذمہ بھی انسان ہوتا ہو تو استدلال سے تو قطعاً بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ نفیس شاہ صاحب نے حضرت معاویہؓ کو نیچا دکھانے بلکہ بنانے کے لیے استدلال کیا ہے' نرا حوالہ نہیں دیا۔

سوم: آپ نے لکھا ہے کہ عدم علم' تعصب' کم فہمی یا کج فہمی کی وجہ سے اکابر کی عبارات کو بریلویوں کی طرح بگاڑ کر اور عوام کو اسلاف سے متنفر کرنے کے لیے بعض لوگ حضرت قاضی مظہر حسین مرحوم کے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کی توہین کی ہے۔ قاضی صاحب' حضرت مدنیؒ کے معتمد علیہ ہیں اور انہوں نے دفاعِ معاویہؓ میں کتاب بھی لکھی ہے۔ لہٰذا ان کے بارے میں ایسی بات ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ (ملخصاً) الخیر۔ ص ۲۰، ۲۱)

مفتی صاحب! ہماری خواہش ہے کہ بات ایسے ہی ہو...... آپ نے چونکہ اپنے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے ''دفاعِ معاویہ'' نہیں دیکھی۔ اس لیے آپ کی رائے اس کتاب سے متعلق غیر معتبر اور نا قابل قبول ہے...... آیئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ کتاب ایک مولوی صاحب کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس نے اعتراضات حضرت معاویہ پر نہ کئے تھے بلکہ ان کے حوالہ سے قاضی صاحب پر کئے تھے۔ قاضی صاحب نے ان اعتراضات کے جواب دیئے

ہیں۔ لہٰذا اس میں دفاع حضرت معاویہؓ کا نہیں بلکہ قاضی صاحب کا اپنا دفاع ہے۔ اس مولوی صاحب کے اعتراضات کا حاصل یہ تھا کہ قاضی صاحب نے لعل شاہ صاحب کی بعض عبارتوں کو حضرت معاویہؓ کی شان میں توہین وتنقیص قرار دیا ہے۔ حالانکہ قاضی صاحب نے خود اس سے بھی زیادہ سخت عبارتیں لکھی ہیں تو وہ کیوں توہین وتنقیص نہیں۔ قاضی صاحب نے جواباً اپنی ان عبارتوں کا انکار نہیں کیا۔ نہ ان کے ظاہر معنیٰ ومفہوم کا انکار کیا ہے بلکہ اپنی پوزیشن صاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ کر آخر میں خطاء اجتہادی جو کہہ دیا ہے لہٰذا مجھ پر اعتراض غلط ہے۔ فرمایئے! دفاعِ معاویہؓ ہے یا دفاعِ قاضی صاحب......؟

میں ذیل میں قاضی صاحب کی وہ چند عبارتیں نقل کرتا ہوں جن کے حوالہ سے اس مولوی صاحب نے قاضی صاحب پر اعتراض کیا تھا۔ آپ ہی ان کو پڑھ کر انصاف کے ساتھ بتائیں کہ کیا یہ حضرت معاویہؓ کی توہین نہیں؟

☆ (حضرت معاویہؓ نے) بہر صورت اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۴۶۱،۶۲ ۔ ج ۱)

☆ ماننا پڑے گا کہ گو اس وقت خود معاویہ معذور تھے...... لیکن از روئے نص قرآنی یہ مطالبہ درحقیقت بالکل ناجائز تھا۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۵۵۰، ج ۱)

☆ آپ ہزار موشگافیاں کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ کی معزولی کا مطالبہ بالکل ہی ناجائز تھا۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۵۲۶، ج ۱)

☆ حضرت علیؓ کے ساتھ لڑنے والے قصوروار ہیں۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۹۷،۱۰۰۔ ج ۱۔ ملخصاً)

☆ حضرت معاویہؓ نے نص قرآنی وحدیثی کی مخالفت کی۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۴۷۶، ج ۱)

☆ (حضرت معاویہ) کے اختلاف بلکہ مخالفت سے حضرت علیؓ کے خلاف تین محاذ بن گئے۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۴۷۸، ج ۱)

☆ (حاکموں کا) حضرت علیؓ کو معزول کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا بلکہ گناہ تھا...... اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنا یقیناً سخت نافرمانی ہے۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۴۵۵، ج ۱) بلکہ ان کو معزول کرنا حکم خداوندی کے خلاف قرار پاتا۔ (خارجی فتنہ۔ ص ۴۵۸، ج ۱)...... یہ دونوں فیصلے آیت استخلاف کے بالکل خلاف ہیں۔ ص ۴۵۸)

☆ آیت والسابقون الخ کے مطابق اللہ نے تین طبقوں پر اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔ لکھتے ہیں:

> ''حضرت معاویہ نہ مہاجرین میں سے ہیں نہ انصار میں سے بلکہ تیسرے طبقے سے ہیں۔ جن کے ساتھ اللہ کی رضا مشروط تھی۔ مہاجرین وانصار کی اچھے طریقے میں پیروی کے ساتھ۔ حضرت علیؓ چونکہ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں۔ اس لیے از روئے نص قرآنی ان کی پیروی حضرت معاویہؓ پر لازم تھی...... پھر بتایا کہ انہوں نے بجائے پیروی کے مخالفت اور بجائے اطاعت کے قتال کیا۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۴۷۶، ج ۱)

مفتی صاحب! نتیجہ ظاہر ہے کہ رضائے الٰہی والی شرط پوری نہ ہوئی تو رضی اللہ عنہم ورضوانہ کا مصداق نہیں (العیاذ باللہ)

اصل حکم حضرت معاویہ کا یہی ہے کہ وہ باغی تھے (خارجہ فتنہ۔ ص ۳۷۹، ج ۱)...... اور ان کو باغی ہی قرار دیا جائے گا۔ (دفاع

معاویہ ص۲۲)......بلکہ وہ صحابی نہ ہوتے تو ان کا حکم اور تھا (خارجی فتنہ ص ۵۵۰، ج ۱)

جناب مفتی صاحب! یہ چند عبارات ہم نے نقل کی ہیں۔ اختصار پیش نظر ہے وگرنہ قاضی صاحب کی کتاب ایسی ہی عبارات سے لبریز ہے......اب آپ فرمائیں کیا ان تعبیرات میں حضرت معاویہؓ کی اور حضرات حکیمینؓ کی توہین آپ کے نزدیک ہے یا نہیں؟ نیز فرمائیں کہ کیا مولانا مودودی صاحب کی عبارات اور قاضی صاحب کی عبارات میں کوئی فرق ہے؟ اگر مودودی صاحب اپنی تمام عبارات میں جن پر قاضی صاحب کو اعتراض ہے۔ یہ لکھ دیں کہ اس سے مراد خطاء اجتہادی ہے تو کیا وہ محض اتنی سی بات سے سنی مسلک کی ترجمان بن جائیں گی؟ نیز قاضی صاحب کی ان تعبیرات سے خطاء اجتہادی ظاہر ہوتی ہے یا خطا عنادی۔

چہارم: محترم مفتی صاحب! آپ نے ''وکالتِ یزید'' کا عنوان قائم کرکے علامہ ابن حجر مکی کی طویل عبارت اپنی تائید اور مدعا کو ثابت کرنے کے لیے نقل کی ہے۔

جناب مفتی صاحب! علمائے کرام کو عوامی انداز کی بجائے علمی انداز میں گفتگو زیب دیتی ہے۔ افسوس کہ آپ نے عوامی انداز اختیار کیا ہے۔ بات یزید کی وکالت کی نہیں صحابہ کرام، خاندان نبوت، تابعین اور دورِ خیر القرون کی وکالت کی ہے کیونکہ یزید کی بیعت صحابہ کرام، تابعین عظام اور پیغمبر ﷺ کے خاندان نے کی۔ حتیٰ کہ یزید کی بیعت کرنے پر حضرت حسینؓ بھی آمادہ ہوگئے تھے۔ جیسا کہ کتب تواریخ میں موجود ہے۔ تمام اطراف میں یزید کی بیعت ہوگئی تھی اور صحابہ وتابعین آل ابی طالب اور بنی عبدالمطلب آخر تک یزید کی بیعت پر قائم تھے بلکہ حضرت ابن عمرؓ تو بعض بیعت توڑنے والوں کو سختی سے منع کررہے تھے۔ صحابہ کرام وتابعین عظام دور یزید میں اہم عہدوں پر فائز تھے۔ لہٰذا وکالت یزید کی نہیں بلکہ دور خیر القرون، صحابہ، تابعین اور پیغمبر کریم ﷺ کے خاندان کی ہے کہ ایسی عظیم شخصیات بھلا کسی شریر، فاسق، ظالم کی بیعت کیسے اور اس کی امارت کو قبول کیونکر کرسکتی ہیں؟......اگر یزید کو ان صفات کا جو آپ نے گنوائی ہیں، حامل ٹھہرایا جائے تو صحابہ وتابعین اور خاندانِ پیغمبر کا اس کی بیعت کرنا، قائم رہنا، امیر تسلیم کرنا گناہ قرار پائے گا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط (خلافت) نہ پائی جائیں تو اس کی خلافت کے بانی گنہگار ہوگئے۔ ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء مترجم ص ۲۳، ج ۱

پنجم: آپ نے فرمایا ہے کہ ''آج کل یزید کو سیدنا، امیر المومنین اور خلیفۂ عادل جیسے الفاظ سے متعارف کروانا شروع کیا ہے جو اہل سنت کے مسلک سے خروج ہے۔''

مفتی صاحب! بقول حضرت شاہ ولی اللہؒ خلیفہ کی شرائط میں سے ایک شرط عدالت بھی ہے۔ اگر یزید غیر عادل تھا تو اس کو خلیفہ نامزد کرنا، بنانا، ماننا، منوانا سب ناجائز اور گناہ تھا پھر سیدنا معاویہ ودیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ وتابعین نے ان کو ولی عہد اور پھر خلیفہ کیوں بنایا، قبول کیا اور اس کی بیعت پر کیوں قائم رہے؟ بیعت توڑنے والوں، اس کے خلاف خروج کرنے

والوں کو اللہ و رسول کے حوالے سے کیوں منع کیا۔ کیا یزید کو غیر عادل بنانے سے اس دور کے صحابہ کرام و تابعین طعن سے بچ سکتے ہیں؟ اور صحابہ و تابعین کو مطعون کر کے کیا کوئی سنی رہ سکتا ہے؟ اس لیے کہ پورے عالم اسلام میں یزید کی بیعت سوائے حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ کے باقی سب نے کرلی تھی ۔جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے : **فبایع لہ الناس فی سائر الاقالیم......فاتسقت البیعتہ لیزید فی سائر البلاد ووفرت الوفور فی سائر الاقالیم الی یزید** (ص۷۹،۸۰۔ج۸) بلکہ کربلا میں پہنچ کر حضرت حسینؓ بھی یزید کی بیعت پر آمادہ ہو گئے تھے۔ سیدنا حسینؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔''**حتیٰ اضع یدی فی یدہ**''

(البدایہ ص۱۷۰، ج۸۔ الاصابہ ص۳۳۴، ج۱۔ النبر اس شرح عقائد ص۵۴۱) یزید کو غیر عادل بنانے سے تو حضرت حسینؓ پر بھی طعن آئے گا کہ وہ غیر عادل کی بیعت پر آخر میں کیوں آمادہ ہو گئے تھے؟

رہا یزید کو ''امیر المؤمنین'' کہنا......مفتی صاحب! یزید امیر تو بہر حال تھا۔ اس کا انکار تو ایسے ہے جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر اور عثمان خلیفہ نہ تھے......اب بات ہے اس کے مامورین کی کہ وہ کون تھے، کفار یا مومنین......اگر کفار تھے تو یزید دشمنی میں آپ دور خیر القرون، صحابہ و تابعین اور اہل بیت سب کو کافر کہہ رہے ہیں......اگر مومنین تھے تو پھر یزید کے امیر المومنین ہونے میں کیا شک ہے؟ غور تو فرمائیں اس کا دورِ امارت، دور خیر القرون تھا، عالم اسلام تھا، صحابہ کرام و تابعین ان کے زیر امارت تھے۔ بغضِ یزید میں آپ اتنا آگے کیوں چلے گئے ہیں کہ ان ہستیوں کے متعلق آپ ''امیر المومنین'' بھی سننا برداشت نہیں کرتے؟ اس میں یزید کی مذمت کم اور صحابہ کرام کی زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں اگر یزید کو امیر المومنین کہنا جرم اور اہل سنت کے مسلک سے خروج ہے تو یہ جرم اور یہ خروج تو شروع سے لوگ کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیرؓ نے اس کو امیر المومنین کہا۔ دیکھیے البدایہ ص۲۱۸، ج۸ اور علیؓ بن حسینؓ (زین العابدین) کا یزید کو امیر المومنین کہنا تو محمد الباقرؒ کے حوالے سے خود قاضی مظہر حسین صاحب نے بھی نقل کیا ہے کہ ''زین العابدینؒ نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کو صلہ دے۔'' **فقال ابی وصل اللہ امیر المومنین** '' دیکھیے خارجی فتنہ ص۵۰۲، ج۲......امام ابن تیمیہ کی عبارت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ ''خواہ کوئی شخص بزور شمشیر فاسق و فاجر مسلمانوں پر مسلط ہو جائے اور اس کا حکم نافذ ہو تو اس کو خلیفہ اور امیر المومنین کہہ سکتے ہیں'' خارجی فتنہ ص۳۴۲، ج۲......علامہ ابن کثیرؒ نے بھی اس کو امیر المومنین لکھا ہے۔ دیکھئے البدایہ ص۱۷۰، ج۸، ص۲۱۴، ج۸، ص۲۲۶ ج۸ اور البدایہ ص۱۴۳، ج۸ پر لکھتے ہیں:

**ھذہٖ ترجمہ یزید بن معاویہؓ ھو یزید بن معاویہ ،یزید بن ابی سفیان ......امیر المؤمنین ابوخالد الاموی** البدایہ ص۲۲۶ ج۸۔ اور البدایہ ص۱۴۳ ج۸ پر لکھتے ہیں: **فخطب الناس اوّل خطبۃ خطبھا وھو امیر المومنین**......تو کیا یہ سارے حضرات اہل سنت سے خارج تھے جنھوں نے یزید کو امیر المومنین لکھا اور کہا ہے؟

انٹرویو: احمد خان

# ہزاروں قادیانی لغو عقائد کے سبب کشمکش میں مبتلا ہیں

# مرزا محمود کو آج بھی قادیانی ''برا انسان'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں

# مرزا قادیانی سے لے کر مرزا طاہر تک سب عبرتناک موت سے دوچار ہوئے

## سابق قادیانی نومسلم عبدالکریم انور قریشی کے انکشافات

عبدالکریم انور قریشی پیدائشی قادیانی ہیں، ان دنوں جرمنی میں مقیم ہیں اور گزشتہ ۲۱ سال سے جرمنی میں اہم قادیانی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ مرزا طاہر کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ آپ کے نانا محمد یامین تاجران کتب قادیان کے مالک تھے۔ عبدالکریم انور قریشی نے گزشتہ ماہ اسلام قبول کیا اور قادیانیت سے تائب ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی وہ مہذب مذہب ہے جو تمام ادیان میں سب پر حاوی ہے، ۶۰ سالہ عبدالکریم انور نے اسلام قبول کرتے ہوئے قادیانیت کے لغو، بے بنیاد اور من گھڑت عقائد کا پردہ ایسے حالات میں چاک کیا ہے کہ جب ہزاروں قادیانی ان عقائد کے سبب کشمکش میں مبتلا ہیں، تکبیر نے اس ضمن میں خصوصیت کے ساتھ عبدالکریم انور سے رابطہ کیا اور ان سے تفصیلی گفتگو کی، اس گفتگو میں ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ علامہ عبدالرحمان باوا اور مولانا محمد سہیل باوا بھی موجود تھے۔ قارئین کے لیے اس گفتگو کا احوال سوالاً جواباً حاضر خدمت ہے۔

❑ قریشی صاحب سب سے پہلے تو اپنے حالات زندگی کے حوالے سے قارئین کو کچھ بتائیں گے۔؟

● میرا پورا نام عبدالکریم انور قریشی ہے۔ والد کا نام عبدالوحید قریشی ہے۔ ہم گورداس پور میں رہتے تھے۔ وہیں میری پیدائش ۲۹؍جولائی ۱۹۴۵ء کو قادیانی گھرانے میں ہوئی، بنیادی تعلیم وتربیت بھی اسی حوالے سے حاصل کی۔ چونکہ قادیان کا علاقہ ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور وہاں قادیانی کثیر تعداد میں تھے اسی لیے ماحول بھی کچھ ایسا تھا کہ قادیانیت سے ہی رغبت رہی۔

❑ آپ کا گھرانہ قادیانیت کی تبلیغ کے حوالے سے اور قادیانی عقائد کی اشاعت کے حوالے سے بڑا اہم رہا ہے اس حوالے سے کچھ بتائیں گے۔؟

● سب سے پہلے میرے دادا سلطان احمد قریشی نے قادیانیت قبول کی تھی یہ ایک صدی پرانی بات ہے۔ ہمارے بڑے بوڑھے بتاتے ہیں کہ جب انہوں نے قادیانیت قبول کی تو تمام اہل خانہ نے ان سے قطع تعلق کر لیا، یہ ایک طرح کا سوشل بائیکاٹ تھا۔ قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کے حوالے سے میرے نانا محمد یامین کو ساری دنیا تاجران کتب قادیان کے نام سے جانتی ہے۔ قادیانیت کی اشاعت اور ان کے مواد کی طباعت، اشاعت وترسیل کے حوالے سے انہوں نے باقاعدہ ادارہ قائم کیا اس حوالے سے ہمارا گھرانہ بہت مشہور ہوا۔ کیونکہ قادیانیت سے متعلق سارا لٹریچر، کتابیں اور رسالے ہم ہی چھاپتے تھے تو اس لیے ہم اس حوالے سے مشہور ہو گئے۔

❑ قریشی صاحب خیر سے آپ کی عمر ۶۰ سال کے لگ بھگ ہے ایک طویل عرصہ آپ قادیانیت میں رہے آپ نے قادیانیت کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہوگا قادیانیت کو آپ نے کیسا پایا؟

● الحمدللہ، اللہ عزوجل نے مجھے عمر کے بڑے حصہ کے گزرنے کے بعد سہی مگر اسلام کی ابدی نعمت سے سرفراز کیا۔ مجھے اس پر فخر ہے اور میں آپ کے توسط سے تمام بھائیوں سے اپیل بھی کروں گا کہ وہ میرے لیے دین پر استقامت اور مغفرت کی دعا کریں اور یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکی پر قائم رہنے، بھلائی کی طرف بلانے اور برائی سے روکنے والا بنائے۔ آپ نے قادیانیت کے حوالے سے پوچھا تو یہاں یہ میں بتاتا چلوں کہ میں نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ ایک ایسا گھرانہ تھا جہاں کتابیں اور قادیانی مواد بکثرت موجود تھا۔ میں چونکہ پیدائشی قادیانی تھا تو ظاہری سی بات تھی کہ تعلیم کے تمام مدارج بھی اسی ماحول میں طے ہوئے۔ میں نے قادیانیت سے متعلق بے شمار کتابیں پڑھیں، بے شمار محافل میں گیا بلکہ آپ یہ کہیں کہ عمر کا تنا بڑا حصہ ان لوگوں میں اس ماحول میں گزارا ہے کہ میں جماعت احمدی اور ان کے تمام امور سے واقف رہا ہوں مگر سچ بات یہی ہے کہ مجھے آہستہ آہستہ اندازہ ہوتا گیا کہ دال میں کچھ ضرور کالا ہے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا تو اندازہ ہوا کہ یہ ساری دال ہی کالی ہے باہر سے ایک غلاف ہے جو چڑھا رکھا ہے مگر درحقیقت سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے کاٹ کر ایک ایسے مذہب کی طرف لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کا واحد مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا ہے۔

❑ آپ نے قادیانی کتابوں اروعقائد کا مطالعہ کیا ہے۔غلام احمد قادیانی نے دعویٰ مہدویت، مسیحیت کیا اس تناظر میں آپ نے ان کے عقائد ونظریات کو کس طرح پایا؟

● جی میں نے اس حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا سارا تحریر کردہ اور بعد ازاں لکھا جانے والا سارا تحریری مواد پڑھا۔ ابتداء میں تو یہی بات ہے کہ خود میری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تھا مجھے خود اس میں کوئی غلط وقابل اعتراض بات نہیں لگی مگر جب اللہ عزوجل نے سیدھی راہ دکھائی تو اندازہ ہونے لگا کہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے، یہ جو کچھ بیان ہو رہا ہے وہ درست نہیں ہے تو میں نے دوبارہ سنجیدگی سے تمام کتابوں کو پڑھنا شروع کیا جو ذہن میں سوالات اٹھتے انہیں حل کرنے کے لیے قادیانیوں کے تمام اہم افراد حتیٰ کہ قادیانی قیادت تک سے بالمشافہ ملاقاتیں کیں لیکن یہ بات اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کرنا شروع کر دی کہ یہ تمام دعاوی وعقائد جھوٹ اور بے بنیاد تھے اور ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آج اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قادیانیت کفر زندقہ ہے اس کے جھوٹے ہونے کے لیے ان کی اپنی تحریریں کافی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پوری ایمانداری سے ان کی کتابیں پڑھے تو خود اس میں اتنا تضاد ہے کہ مزید کسی تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں رہے گی مگر اس کے لیے تعصب کی عینک اتار کر پوری دیانت داری سے مطالعہ ضروری ہے۔

❑ قریشی صاحب! آپ نے اہم بات کی ہے کہ آپ کے مطالعہ میں بے شمار کتابیں رہی ہیں۔ اگر آپ سے آپ کے اس دعویٰ کے کہ قادیانی سربراہوں کی اپنی تحریریں ان کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہیں اس حوالے سے پوچھا جائے تو آپ

کے پاس کیا دلیل ہے؟ کیونکہ قارئیں یہ جاننا چاہئیں گے کہ آپ نے ایک طویل عمر کا حصہ گزارنے کے بعد ایسا کون سا جھوٹ پکڑا جو آپ کے اس دعویٰ پر دلیل بن سکے۔

- جی یقیناً میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں، رہی بات میرے اس دعویٰ پر دلیل کی تو میں آپ کو دو ایسی مثالیں دے رہا ہوں کہ اس بنیاد پر میں پوری قادیانیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میری ان دی ہوئی دلیلوں کو غلط ثابت کر دیں تو جو سزا ہو میں اسے بھگتنے کو تیار ہوں۔ سارا عالم اسلام جانتا ہے کہ مرزا قادیانی کے عقائد کے حوالے سے مسلمان علماء کے درمیان کئی مناظرہ ومباحثہ ہوئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مجموعہ اشتہارات جلد۳ کے صفحہ ۵۷۸ پر ایک اشتہار شائع کیا۔ اس اشتہار میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ سے ایک دعا کی یہ دعا کیا تھی۔ قبل اس کے میں اس پر کوئی بات کہوں یہ بات قارئین کے لیے دلچسپی کا سبب ہوگی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنے عقائد کا اعلان کیا تو اس حوالے سے ایک تاریخی بحث ومناظرہ ہوا۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری نامی ایک بڑے بزرگ نے اس سلسلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیخ کنی کی چنانچہ جب بات کسی نتیجہ پر نہیں پہنچی تو زچ ہو کر آخری فیصلہ کے عنوان سے ایک مواد شائع ہوا اس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناءاللہ امرتسری کے تابڑتوڑ حملوں سے گھبرا کر اور اپنی رہی سہی ساکھ وعقائد کے تحفظ اور انہیں درست قرار دینے کے لیے ایک دعا کی وہ دعا یہ تھی وہ کہتے ہیں ''اگر میں ایسا ہی کذاب مفتری ہوں جیسا کہ آپ مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ جیسے طاعون اور ہیضہ جیسی بیماریوں سے'' اس کے بعد انہوں نے یہ دعا کی ''کہ اگر مسیح موعود کا دعویٰ میرے نفس کی اختراع ہے اور میں تیری نظر میں کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک تو مولانا ثناءاللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر '' اب آئیں تاریخی حقیقت کی طرف کہ اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو اللہ عزوجل نے کذاب ثابت کر دیا اور یہ محض الزام نہیں ہے۔ ساری دنیا نے دیکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیضہ جیسی وبائی بیماری میں مبتلا ہوا اور مولانا امرتسری کی حیات ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کی بڑی عبرتناک موت ہوئی جبکہ مولانا ثناءاللہ امرتسری' غلام احمد قادیانی کی موت کے ۴۱ سال بعد ۱۹۴۸ء میں فوت ہوئے۔ اسی حوالے سے قادیانی عوام ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے واقف ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بہت قریب تھے۔ ۲۰ سال تک وہ ان کے مرید خاص رہے مگر جب ان پر مرزا غلام احمد قادیانی کی اصلیت کھلی تو انہوں نے قادیانیت سے توبہ کر لی اور انہوں نے مرزائی عقائد کیخلاف اعلانِ جنگ کر دیا اور خوب رسالے کتابیں لکھیں۔ بحث جب بڑھی تو ڈاکٹر صاحب نے اپنے علم کی بنیاد پر پیش گوئی کی کہ مرزا قادیانی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک عبرتناک موت کا شکار ہوگا۔ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیش گوئی کے جواب میں دعویٰ کیا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خود عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوگا اور میں ڈاکٹر عبدالحکیم کے شر سے محفوظ رہوں گا مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ وہ ۴/اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو عبرتناک موت کا شکار ہوا۔ جبکہ ڈاکٹر عبدالحکیم ۱۹۱۹ء میں یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال کے ۱۱ سال بعد انتقال کر گئے۔ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی اس سے بڑی دلیل کوئی ثابت کر دے کہ ان کو کسی انسان نے نہیں بلکہ خود اللہ

تعالیٰ نے کذاب ثابت کر دیا۔

❑ قریشی صاحب! کہا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ پر خاندانِ غلام احمد کی اجارہ داری رہی ہے اور اسی نوعیت کے الزامات بھی عائد کئے جاتے ہیں۔ آپ نے بہت قریب سے ان معاملات کو دیکھا ہے۔ آپ بتائیں صحیح بات کیا ہے؟

● مرزا غلام احمد قادیانی کی تنظیم اس کے کردار اور ساکھ کو جس طرح میں نے دیکھا اور پایا' اس حوالے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے سارا گورکھ دھندا مال بٹورنے اور اپنی دکانداری چمکانے کے لیے کیا۔ آج بھی مرزا غلام احمد کا خاندان چندوں پر چل رہا ہے۔ انہیں دنیا بھر کے قادیانی چندہ دیتے ہیں۔ جن سے ان کی عیاشیاں جاری ہیں۔ مرزا غلام احمد کا بڑا بیٹا مرزا محمود تھا جو ۵۲ سال تک جماعتِ احمدیہ کے تختِ خلافت پر براجمان رہا۔ اس کو قادیانی افراد ''برا انسان'' کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ اپنی خلافت میں اس شخص نے قادیانیوں کی جس طرح تذلیل کی، جس طرح گھٹیا حرکتیں کیں، وہ اشاعت کے قابل نہیں ہیں۔ جماعت کے لوگ آج بھی اس کے عہد سے خوف کھاتے ہیں۔ اس نے وہ وہ حرکتیں کیں کہ فرعونوں نے بھی نہ کی ہوں گی۔

❑ ان کا انجام کیا ہوا؟

● جی یہ بڑی عبرتناک بات ہے اور میں محض زبانی یہ غلط جھوٹا پروپیگنڈا نہیں کر رہا۔ قادیانی کتابوں میں یہ واقعات پوری صحت کے ساتھ موجود ہیں۔ آخری عمر میں اس کو ایسی بیماریاں لاحق ہوئیں کہ وہ تڑپتا رہا، ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کا شکار ہوا۔ قادیانی کتابوں میں مرزا محمود کی موت کے احوال کے حوالے سے لکھا ہے کہ مرنے کے بعد اس کی نعش کی یہ حالت تھی کہ اسے سیدھا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کی نعش کو سیدھا کرنے کے لیے ہزار ہا جتن ہوئے مگر کوئی فرق نہ پڑا اور پھر اسے ٹیڑھے ہی تابوت میں ڈال کر دفنا دیا گیا۔

❑ مرزا ناصر کے حوالے سے آپ کیا جانتے ہیں؟

● مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب مرزا محمود کا جنازہ اٹھا تو میں بھی اس میں شریک تھا۔ یہ چناب نگر سابقہ ربوہ کی بات ہے۔ میں اپنے چند دوستوں کے ہمراہ جنازہ کے بعد باہر کھڑا تھا۔ جنازہ ہو چکا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جنازہ کے بعد مرزا ناصر کو بطور خلیفہ نامزد کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ ہم ابھی بات چیت ہی کر رہے تھے کہ ایک کار وہاں آ کر رکی۔ اس میں کچھ مرد و خواتین تھے۔ ان میں سے کچھ نے اتر کر ہم سے پوچھا کہ جنازہ ہو گیا تو ہم نے بتایا ہو گیا تو انہوں نے اس کے بعد سوال کیا کہ خلیفہ کا انتخاب ہو گیا۔ ہم نے بتایا کہ ہاں ہو گیا۔ انہوں نے بے تابانہ پوچھا کہ کون خلیفہ بنا؟ جیسے ہی ہم نے بتایا کہ مرزا ناصر کو خلیفہ منتخب کیا گیا ہے تو آپ یقین کریں' ان سب کے منہ سے بے ساختہ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' نکلا۔ یہ وہی مرزا ناصر ہیں جنہوں نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں ایک کنواری قادیانی لیڈی ڈاکٹر سے شادی رچائی۔ اسی مرزا ناصر کے دور میں قادیانیوں کو ان کے عقائد کی بنیاد پر کافر قرار دیا گیا۔ یہ بھی عبرتناک موت کا شکار ہوا۔

❑ پاکستان میں قادیانیوں کے سیاست میں عمل دخل کا بڑا چرچا رہا ہے۔اس حوالے سے آپ کی معلومات کیا ہیں؟

● جی! یہ بالکل صحیح ہے۔آج بھی بعض سرکردہ عہدوں پر یا تو قادیانی غیر علانیہ طور پر متحرک ہیں یا پھر وہ قادیانیوں سے کوئی خصوصی رغبت رکھتے ہیں۔ابھی پاکستان میں پاسپورٹ کا مسئلہ اٹھا ہے۔آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا یہ صرف کوئی انتظامی معاملہ ہے۔نہیں ایسا نہیں ہے۔اگر یہ انتظامی معاملہ تھا تو گزشتہ ۴۰، ۴۵ سالوں سے کیوں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔مجھے آج بھی یاد ہے ۱۹۷۴ء میں بھٹو کا دور تھا۔قادیانی سربراہ بہانگ دہل کہا کرتے تھے بھٹو کو ہم نے کامیاب کرایا، بھٹو ہمارا آدمی ہے جو کرنا ہے کرو چنانچہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کی بات ہے چناب نگر (سابقہ ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر ریل کو روک کر قادیانی لڑکوں نے خوب لوٹ مار کی، غنڈہ گردی ہوئی اور کئی افراد زخمی ہوئے تھے۔قادیانیت کے خلاف علماء متحرک ہوئے اور تحریک شروع ہوئی اور بالآخر قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا اور مرزا طاہر لندن بھاگ آئے۔

❑ :آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ مرزا طاہر سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے اس میں کس حد تک صداقت ہے؟

● جی یہ درست ہے میری مرزا طاہر سے ذاتی شناسائی تھی اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ چناب نگر گول بازار کے پڑوس میں ایک دواخانہ تھا جہاں مرزا طاہر آیا کرتا تھا۔میں بھی وہاں جاتا تھا بس اسی دواخانہ کے حوالے سے ان سے تعلق قائم ہوا اور پھر ہماری دوستی ہوگئی۔

❑ آپ نے مرزا طاہر کو قریب سے دیکھا آپ نے ان کی محافل میں بھی شرکت کی آپ نے کبھی اپنے ذہنی خلفشار کا اظہار کیا کبھی ایسا ہوا ہو کہ آپ نے براہِ راست قادیانی قائدین سے اپنے تحفظات پر بات کی ہو؟

● جی بالکل ۱۵ یا ۱۶ سال قبل کی بات بتاتا ہوں جب میں قادیانیت کے حوالے سے تحفظات کا شکار ہو چلا تھا میں ان دنوں ہالینڈ میں تھا۔ہالینڈ میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ تھا، تیاریاں جاری تھیں میں گو کہ کنفیوژ تھا اور مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ کس طرح اپنے ذہن کی گتھیوں کو سلجھاؤں۔میری خواہش تھی کہ قادیانیوں کے عقائد اور ان کے نظریات کے حوالے سے جو خلفشار میرے ذہن میں ہے اسے دور کروں، میں نے اس عرصے میں جس حد تک ممکن ہو سکا قادیانی مربّیوں سے بات کی ان سے مسائل پر بات کی، تحفظات پر بات ہوئی مگر کوئی مطمئن نہیں کر سکا۔مجھے معلوم ہوا کہ مرزا طاہر ہالینڈ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے آنے والے ہیں میں چونکہ مرزا طاہر سے واقفیت رکھتا تھا سوچا کہ چلو اس بہانے نہ صرف مرزا طاہر سے ملاقات ہو جائے گی اور جو ذہن میں خلفشار ہیں وہ بھی دور کر لوں گا میں یہ بات پوری ذمہ داری سے بیان کر رہا ہوں اور آج بھی جو میں کہہ جا رہا ہوں اس کے گواہ موجود ہیں کیونکہ یہ کوئی ۱۶/۱۵ سال پرانی بات ہے۔ہالینڈ کے سالانہ جلسہ میں مرزا طاہر شریک ہوئے میں بھی پہنچ گیا وہاں مرزا سے ملاقات ہوئی تمام قادیانی جانتے ہیں کہ ہر سالانہ جلسہ میں ایک سوال و جواب کی محفل ہوتی ہے جسے مجلس عرفان کہتے ہیں۔اس محفل میں، میں خصوصیت کے ساتھ شریک ہوا اب سوال و جواب کا جب دور شروع ہوا تو میں نے بھی سوال کے لیے ہاتھ کھڑا کر دیا۔ظاہری بات تھی کہ بہت محدود تعداد میں لوگ تھے بلکہ چیدہ چیدہ شخصیات موجود تھیں میں

تو پہلے ہی ذہنی خلفشار میں تھا۔ میں حق کی جستجو میں تھا مجھے اپنی اندرونی کیفیت کا پتہ تھا اور شاید اسی دن سے میری زندگی کے نئے باب کا آغاز ہوا۔ خیر ہوا یوں کہ مرزا طاہر نے جب میرا ہاتھ سوال کے لیے اٹھا دیکھا تو مسکرا کر کہا جی قریشی صاحب فرمائیں۔ میں یہاں اپنے تمام قارئین کو آپ کے توسط سے گواہ بنا کر ایک سوال کرتا ہوں اور میں چاہوں گا کہ وہ جب میرے کئے گئے سوالات کو جو میں نے مرزا طاہر سے کئے ایمانداری سے فیصلہ کریں کہ کیا میں نے وہ سوال قادیانیت سے اختلاف کے حوالے سے کئے تھے یا میرے اندرونی خلفشار کا مظہر تھے۔ چنانچہ میں نے پہلا سوال کیا کہ حضرت یہ بتائیں کہ میں نے سعودی عرب میں دیکھا کہ وہاں تمام لوگ نماز تو وقت پر ادا کرتے ہیں مگر صرف فرض پڑھتے ہیں، سنتیں و نوافل وہاں ادا نہیں کئے جاتے ایسا کیوں ہے؟ جب میں نے یہ سوال کیا تو حاضرین میں ایک نوجوان موجود تھا اس نے بھی میرے سوال کی تائید کی کہ ہاں میں بھی ۱۳ سال سعودی عرب میں مقیم رہا ہوں میں نے انہیں ایسا ہی پایا کہ وہ لوگ فرض تو وقت پر ادا کرتے ہیں مگر سنتیں و نوافل نہیں پڑھتے۔ اب یقین کریں کہ مرزا طاہر نے اس سوال کے جواب میں کہا کہ ''سعودی عرب کبھی نہیں گیا میں نے انہیں ایسا کرتے نہیں دیکھا لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ اس کا جواب سن کر وہاں ایک قہقہہ لگا اور مجھے بہت ندامت اٹھانی پڑی۔ مجھے کیا کوئی بھی صاحب فہم آدمی اس قسم کے جواب کی توقع کسی نیم پڑھے لکھے فرد سے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ جماعت احمدیہ کا خلیفۂ وقت یہ کہے۔ خیر میں نے ہمت نہ ہاری میں نے ایک سوال کی اجازت اور طلب کی اور پوچھا کہ کہتے ہیں کہ حجر اسود جب نصب ہوا تھا تو اس کا رنگ سفید تھا کہ وہ جنت کا پتھر ہے مگر گناہ گاروں کے بوسوں سے اب اس کا رنگ کالا پڑ گیا ہے کیا یہ سچ بات ہے یا صرف سنی سنائی ہے؟ آپ یقین کریں مرزا طاہر کا جواب تھا میں نے عرض کیا میں سعودی عرب نہیں گیا ہوں لہذا میں نے حجر اسود نہیں دیکھا اور میرے علم میں نہیں کہ اس بات میں کس حد تک صداقت ہے آپ یقین کریں اس کے بعد تو میری وہ حالت تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ آج بھی جب میں اس واقعہ کو سوچتا ہوں تو تھرا جاتا ہوں۔

❑ قریشی صاحب یہ بتائیں کہ قادیانی قیادت بڑے دعوے کرتی ہے کہ قادیانیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اس میں کس حد تک صداقت ہے؟

● جی بالکل لغو بے بنیاد دعویٰ ہے۔ ایم ٹی وی پر جو قادیانیوں کا ٹی وی ہے ایک روز طاہر نے دعویٰ کیا کہ ۲۰ کروڑ افراد قادیانی مذہب اختیار کر چکے ہیں اور انہوں نے تمام قادیانیوں سے اپیل کی کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں جیسے میں نے ۲۰ کروڑ قادیانی بنائے ہیں آپ سب جو سن رہا ہے وہ اور جس نے نہیں سنا سننے والے اس تک میرا یہ پیغام پہنچائیں کہ تم سب کب ریت کے ذروں کی طرح تمام افراد کو قادیانی بناؤ گے۔ لہٰذا اٹھو اور قادیانیت کو عام کرو۔ میں نے جب اس سلسلے میں ذمہ دار قادیانیوں سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ وہ ۲۰ کروڑ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں خلیفہ نے دعویٰ کیا ہے، کہاں رہتے ہیں، کیا کرتے ہیں، کچھ معلوم بھی ہو تو اس پر میرے خلاف محاذ بنا لیا اور مجھے قادیانیت سے باقاعدہ فارغ کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا اور در حقیقت میں نے خود ہی اس برے عقیدے پر لعنت بھیج دی۔

❑ قریشی صاحب اب آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟

● الحمدللہ اب میں بہت مطمئن ہوں اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں پر مغفرت طلب کرتا ہوں آپ کے توسط سے سب سے دعا واستقامت کی اپیل کرتا ہوں آج مجھے محسوس ہوا ہے کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو حق ہے۔ قادیانیت اسلام سے ایک بالکل متضاد ہے۔ میں تو اسے کوئی عقیدہ ہی تسلیم نہیں کرتا یہ ایک سازش ہے جو مکر وفریب اور منافقت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں پھیلائی جارہی ہے۔

❑ قریشی صاحب آپ نے عمر کے جس حصے میں اسلام قبول کیا وہ ایک عظیم نہج سے تعبیر ہو رہا ہے یقینی طور پر آپ نے اس سلسلے میں کئی مسائل اٹھائے ہیں کیا آپ پر دباؤ ہے کہ آپ سابقہ عقیدے کی طرف رجوع کرلیں؟

● اللہ کی راہ میں پریشانیاں تو ہوتی ہیں، مصائب بھی ہوتے ہیں۔ دباؤ پہلے بھی بہت تھا اب بھی ہے مگر اب میں نے حق قبول کرلیا ہے اس سے اب میں نہ ڈرتا ہوں نہ مجھے خوف ہے۔

❑ قریشی صاحب گزشتہ ایک عشرہ سے یہ بڑی تبدیلی آئی ہے کہ بڑی ممتاز نامور و مستند شخصیات نے قادیانیت سے توبہ کی ہے اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

● میں سمجھتا ہوں اس کا بنیادی سبب اسلام کی حقانیت ہے اللہ عزوجل نے دین کے تحفظ کے لیے خود ہمارے اندر یہ کیفیت پیدا کی ہے کہ ہم نے جھوٹ سے سچ کو پرکھا ہے، قبول کیا ہے۔ آج ہزاروں قادیانی اپنے عقائد باطلہ کے لغو اور بے بنیاد حوالے سے کشمکش میں ہیں۔ آج قادیانیت اپنے عہد کے بدترین اندرونی بحران کا شکار ہے۔ انہیں راہِ حق کی طرف آنے میں بس تھوڑا وقت درکار ہے۔ وہ اسلام کی ابدی نعمت سے جلد سرفراز ہوں گے مجھے کوئی لالچ، طمع، غرض اس جانب کھینچ کر نہیں لائی۔ آخرت کا خوف، روز جزا کا ڈر اور خاتم النبیین ﷺ کا عقیدۂ ختم نبوت ہمیں اپنی جانب کھینچ رہا ہے۔ میں یہاں مبارک باد دیتا ہوں ان تمام علماء حق کو جو ختم نبوت کی تحریک کے لیے خود کو وقف کر چکے ہیں ان کی مساعیٔ جلیلہ جلد سے بہت جلد انقلاب آفرین صبح کا آغاز ہوگا۔

❑ قریشی صاحب کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

● میں امتِ مسلمہ سے اتحاد و یگانگت اور اخوت کی اپیل کروں گا۔ ہم پر کڑا وقت ہے ہمیں یہود و ہنود کی سازشوں کا سامنا تو ہے ہی منافقوں کی ایک بھاری تعداد ہمارے اندر آستین کا سانپ بنے بیٹھی ہے۔ ہمیں دین کے علم کو سیکھنا ہوگا، جدید علوم حاصل کرنے ہوں گے، عقیدۂ ختم نبوت کو عام کرنا ہوگا، محبت اور اخوت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کو عام کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے قول وفعل کے تضاد اور دوعملی سے گریز کرنا ہوگا۔ میں یہاں عالمی ختم نبوت اکیڈمی لندن کے تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے میرا حوصلہ بڑھایا اور مجھے اس قابل سمجھا کہ میں تکبیر جیسے معتبر رسالے کے کروڑوں قارئین سے ہم کلام ہوا۔

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی۔ شمارہ ۹، ۳ تا ۷ مارچ ۲۰۰۵ء)

تحریکِ تجدیدِ اسماء الصحابہ والصحابیات

ادارہ

# بچوں اور بچیوں کے نام

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نام......(ت)

| نام | معنی | نام | معنی |
|---|---|---|---|
| تَمِیم | حلیم الطبع، بُردبار، طاقتور، کامل، قد وقامت والا | تَقِی | پرہیزگار، پارسا، نیک، شریف |

## (ث)

| | | | |
|---|---|---|---|
| ثابِت | مستحکم، قائم رہنے والا | ثَوْبَان | تندرست، صحت مند، واپس لوٹنے والا |
| ثُمَامَہ | مُصلح، درست کرنے والا | ثَرْوَان | دولتمند |

## (ج)

| | | | |
|---|---|---|---|
| جابِرْ | غالب، پُر کرنے والا | جُبَیر | بہادر، خوش حال، زبردست غالب، برداشت کرنے والا |
| جُنَیْد | سپاہی، دلیر، چھوٹا لشکر | جَلِیس | دوست، ہم نشیں |
| جَرِیْر | بہادر، دلیر، کھینچنے والا | جَلِیب | ہانکنے والا |
| جَمِیْل | حَسین، خوبصورت، وجیہہ | جُنْدُب | پروانہ (مکڑی کی ایک قسم) |
| جَعْفَر | نہر، چھوٹی نہر، دودھ والی اونٹنی | جُفَیْر | گول، پھیلی ہوئی زمین، وسیع |
| جلابِیب | لمبے کرتے والا، وسیع الظرف | جَمْھَان | قوم کو اکٹھا کرنے والا |

## (ح)

| | | | |
|---|---|---|---|
| حُذَیْفَہ | باخبر، جاننے والا، اَسرار سے واقف، آسانی، آرام | حُذَافَہ | سہولت، راحت |
| حاطِبْ | صحت مند | حارِث | کسان، کھیتی باڑی کرنے والا مشقت کرنے والا |
| حَبِیب | پیارا، دوست | حَسَّان | بہت حَسین، خوبصورت |
| حَمَّاد | حمد وستائش (تعریف) کرنے والا، شکرگزار | حَمْزَہ | شیر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| حَازِم | محتاط، دور اندیش، ہوشیار | حُسَیل | تیز رفتار |
| حَصِیب | اُڑانے والا، کنکریاں مارنے والا | حَمَّاس | محافظ، دلیر، بہادر |
| حَاتِم | سخی، غنی، شریف النفس، لازم | حُکَیم | دانائی سے پُر |
| حَنظَلَہ | کڑوا پھل، سخت جان | حُبَیش | بھرا ہوا، لبریز |
| حَبَّان | حفاظت کرنے والا | حَابِس | روکنے والا، قید کرنے والا |

## صَحَابیات......(ت)

| | | | |
|---|---|---|---|
| تُمَاضُر | صحت مند، جسیم، موٹی تازی | تَمِیمَہ | نرم مزاج، قدوقامت والی، بہادر، کامل، مضبوط |
| تَوِیلَہ | جادو کا علاج کرنے والی | | |

## (ث)

| | | | |
|---|---|---|---|
| ثُوَیبَہ | ثواب والی، بدلہ، لباس والی، واپس لوٹنے والی | ثُبَیتَہ | ثابت قدم |

## (ج)

| | | | |
|---|---|---|---|
| جُوَیرِیَہ | خوشیاں بکھیرنے والی، باعثِ سکون ومسرت، ہمسائی، صالحہ، عہد و پیمان والی (اُمّ المؤمنین) | جُمَانَہ | موتی، چاندی کا دانہ |
| جَمِیلَہ | خوبصورت، حسینہ، وَجیہہ، خوش وضع | جَلِیلَہ | اعلیٰ، افضل، بڑی، بزرگ، جلالت والی |
| جُمَینَہ | موتی | جُمَیمَہ | تھوڑی تعداد |

## (ح)

| | | | |
|---|---|---|---|
| حَلِیمَہ | بردبار، متحمل، علم والی، انسانیت نواز، نیک | حَبِیبَہ | مَحبت کرنے والی |
| حَمنَہ | سرخ انگور | حَسَّانَہ | بہت خوبصورت |
| حَفصَہ | راتوں کو قیام کرنے والی، شیرنی، بہادر، بیباک (ام المؤمنین) | حَسَنَہ | حَسین، وجاہت والی، پُر جمال |
| حُمَیدَہ | عمدہ اوصاف والی | حُمَیمَہ | گہری دوست |
| حُکَیمَہ | حکمت سے بھری ہوئی | حُمَینَہ | سرخ انگور |

ادارہ

# ظلمت سے نور تک

## ● ایک سال میں چار ہزار قادیانیوں کا قبول اسلام: (مجلس احرار اسلام ہند کی رپورٹ)

لدھیانہ (الاحرار) مجلس احرار اسلام ہند کے شعبۂ تحفظ ختم نبوت کی جانب سے گزشتہ ایک سال میں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرنے والے خوش قسمت افراد کے اعداد و شمار کی رپورٹ جاری کرتے ہوئے شعبہ تحفظ ختم نبوت احرار کے ناظم محمد عثمان رحمانی لدھیانوی نے بتایا کہ ایک سال میں ملک اور بیرون ملک میں چار ہزار سے زائد افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا ہے، رپورٹ کے مطابق قادیانیت کے دام میں پھنسے ہوئے بیشتر افراد نے ختم نبوت کے مبلغین کی دعوت و تبلیغ پر اور چند اہم حضرات نے قادیانیت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ کر کے اسلام قبول کیا۔

رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال میں ہندوستان کے صوبہ کرناٹک میں ''اینٹی احمدیہ موومنٹ ان اسلام'' کی کوششوں سے بیک وقت تین ہزار افراد نے قادیانیت کو خیر باد کہا، نیز ہریانہ، پنجاب، اور ہماچل میں مجلس احرار اسلام ہند کے مبلغین کے ہاتھوں ۵۰ افراد قادیانیت کو چھوڑ اسلام میں داخل ہوئے جن میں پنجاب کے جگراؤں اور ہریانہ کے فرید آباد کے قادیانی افراد قابلِ ذکر ہیں، رپورٹ کے مطابق یورپ میں ختم نبوت اکیڈمی لندن کی کوششوں سے ایک سو سے زائد افراد نے قادیانیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا ہے، جبکہ عالمی تحریک تحفظِ ختم نبوت شعبہ تبلیغ مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کے ہاتھوں اتنی ہی تعداد میں قادیانی اسلام میں داخل ہوئے ہیں، نیز پاکستان، بنگلہ دیش، مورشیش میں ایک سال کے دوران ۱۵۰ افراد نے قادیانی فتنہ پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کیا۔

رپورٹ کے مطابق جرمنی، لندن اور ہندوستان میں قادیانی جماعت سے وابستہ کئی اہم قادیانیوں نے اسلام اور قادیانیت کے درمیان تقابلی مطالعہ کر کے راہ حق کا انتخاب کرتے ہوئے اسلام قبول کیا ہے، جن میں قادیانی جماعت کے اہم رہنما شاعر مظفر احمد مظفر، شیخ راحیل احمد، لندن کے قادیانی ٹیچر شاہد کمال اور لندن کے عبدالکریم انور قریشی کے نام قابلِ ذکر ہیں شعبہ تحفظ ختم نبوت کے ناظم محمد عثمان رحمانی لدھیانوی نے بتایا کہ ایک سالہ رپورٹ اینٹی احمدیہ موومنٹ ان اسلام ممبئی، مجلس احرار اسلام پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، ختم نبوت اکیڈمی لندن اور مجلس احرار اسلام ہند کی کارگزاری پر تیار کی گئی ہے، قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ گزشتہ ایک سال میں جہاں قادیانی جماعت ارتدادی کارروائیوں میں مصروف رہی وہیں اہل اسلام میں تحفظ ختم نبوت کے لیے کام کرنے کا جذبہ تیزی سے بیدار ہو رہا ہے، رپورٹ میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے کہ مجلس احرار اسلام ہند و پاکستان کی تحریک تحفظ ختم نبوت

سرگرمی کے ساتھ رواں دواں ہے اور عوام میں قادیانیت کو بڑی حد تک بے نقاب کیا جا رہا ہے (الحمدللہ)۔

## ● مصر میں عیسائی پادری کی اہلیہ کا قبولِ اسلام:

قاہرہ (نیٹ نیوز) مصر کے ایک بڑے پادری کی اہلیہ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ عرب میڈیا کے مطابق مصری عیسائیوں کے ایک بڑے پادری کی بیوی کے قبولِ اسلام سے مقامی عیسائیوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ عیسائی پادری کی چھیالیس سالہ اہلیہ نومسلمہ سیدہ وفاء نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ انہوں نے اسلام اور عیسائیت کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ تثلیث کے مسئلہ پر بچپن سے ہی متفکر تھیں۔ انہیں تثلیث کے بجائے توحید کا فلسفہ درست معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں قرآن مجید اور موجودہ بائبل کا موازنہ کرنا اچھا نہیں سمجھتی کیونکہ قرآن مجید تحریف سے پاک کتاب ہے جس کا ہر مضمون انسانیت کی مکمل رہنمائی کرتا ہے جبکہ بائبل کو عیسائی پادری نامعلوم کتنی مرتبہ بدل چکے ہیں۔ نومسلمہ سیدہ وفاء نے کہا کہ وہ اپنی آئندہ زندگی اسلام کی تبلیغ کے لیے صرف کریں گی۔

## ● لندن میں چار قادیانیوں کا قبولِ اسلام:

لندن (الاحرار) ختم نبوت اکیڈمی فارسٹ گیٹ لندن میں گزشتہ ماہ چار قادیانیوں نے اللہ کے فضل وکرم سے ختم نبوت اکیڈمی کے امیر مولانا عبدالرحمٰن باوا کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے والے افراد میں ایک خاتون، ان کی والدہ، بہن اور ایک بھائی شامل ہے۔ ان تمام نومسلموں کا تعلق پیدائشی طور پر قادیانی خاندان سے تھا۔ اسلام کی حقانیت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے ان افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن میں ایک تقریب کے دوران اسلام قبول کرنے والے ان تمام خوش قسمت افراد کو وہاں موجود اہل اسلام نے دلی مبارک باد پیش کی اور اللہ اکبر کی تکبیریں بلند کی گئیں۔

## ● کانگو میں عیسائی قبائلی سرداروں نے اسلام قبول کرلیا:

کانگو (نیٹ نیوز) افریقی جمہوری ملک کانگو کے چھ عیسائی قبائلی سرداروں نے اپنے قبیلے والوں کے ساتھ ایک پرہجوم کانفرنس کے دوران اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ قبولِ اسلام کا یہ اعلان طرابلس میں کرنل قذافی کے سامنے کیا گیا۔ بعدازاں ان سرداروں نے نماز ادا کی۔ ادائیگی نماز کے بعد نومسلموں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا اور مزید رہنمائی کے لیے مقامی زبان میں شائع کتابیں دی گئیں۔ جن میں اسلامی عقائد اور ارکانِ اسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سعودی اخبار ''البیان'' کے مطابق ان سرداروں کا تعلق جن قبائل سے ہے ان کی تعداد ۱۰ ملین سے زائد ہے۔ یہ قبائل کانگو کے جنوب اور مشرق میں آباد ہیں۔ ان قبائل کے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔ جنہیں یورپ کی عیسائی مشنریوں نے خوراک

کے لالچ کے ذریعے مرتد بننے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان قبائلی سرداروں کے اسلام قبول کرنے سے توقع کی جارہی ہے کہ لاکھوں قبائلی بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

## ● دبئی میں ساڑھے تین سو غیر مسلم خواتین مشرف بہ اسلام:

دبئی (نیٹ نیوز) متحدہ عرب امارات (دبئی) میں کام کرنے والی غیر مسلم خواتین میں اسلام قبول کرنے کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ دبئی کی ایک غیر سرکاری تنظیم کے مطابق گزشتہ دس مہینوں کے دوران دبئی میں کام کرنے والی غیر مسلم خواتین میں ساڑھے تین سو خواتین نے بخوشی اسلام قبول کر لیا ہے۔ تنظیم کے مطابق ۳۴۱ خواتین نے اپنے مسلمان ہونے کی رجسٹریشن کروائی ہے جبکہ بہت ساری خواتین ایسی ہیں جنہوں نے ہی اسلام قبول کر لیا ہے لیکن وہ رجسٹریشن کروانا پسند نہیں کرتیں۔ نیٹ نیوز کے مطابق اسلام قبول کرنے والی خواتین میں زیادہ تر ملٹی نیشنل کمپنیوں میں سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے والی خواتین کا تعلق تھائی لینڈ، فلپائن، سری لنکا، بھارت اور نیپال و بھوٹان سے ہے۔

## ● سوئز اسلامی تنظیم کی ترغیب پر تیس ہزار خواتین کا قبولِ اسلام:

برنی (نیٹ نیوز) مسلم آبادی کے لحاظ سے یورپ کے دوسرے بڑے ملک سوئٹزرلینڈ میں خواتین میں اسلامی کی تعلیمات عام کرنے والی تنظیم نے اپنی جاری تازہ رپورٹ میں اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ اب تک سوئٹزرلینڈ میں تیس ہزار سوئز خواتین' اسلام قبول کر چکی ہیں۔ تنظیم کے ذمہ داران کا کہنا ہے کہ ان کے کارکنوں نے ملک کے مختلف مقامات پر سیمینار منعقد کئے' جن کا موضوع ''وومن ریچنگ فار اسلام'' تھا۔ ان سیمیناروں میں اسلامی لٹریچر کے ساتھ فارم بھی تقسیم کئے گئے جن پر لٹریچر پڑھنے والوں کو اپنے احساسات و تأثرات مرتب کرنے کی اپیل کی گئی۔ تنظیم نے اپنے پریس ریلیز میں بتایا کہ اسلام قبول کرنے والی تمام خواتین عاقل، بالغ اور خود مختار تھیں۔ اسلام قبول کرنے والی خواتین کی بڑی تعداد کا تعلق مختلف سرکاری و ذاتی شعبوں میں ملازمت کرنے والی خواتین سے ہے۔ ان تمام خواتین نے انتہائی سوچ سمجھ کر اسلام قبول کیا ہے۔ نومسلم خواتین میں سے زیادہ تر کا تعلق سابق مذہب عیسائیت سے ہے۔ نیز بدھ مذہب کی خواتین بھی اسلام قبول کرنے والی خواتین میں شامل ہیں۔

دوسری جانب اتنی بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والی خواتین کے متعلق امریکی اور یورپین میڈیا نے انتہائی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کئی یورپین اخبارات نے تو اس رپورٹ کو ''سوئٹزرلینڈ میں اسلام کی فتح'' کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ یورپین میڈیا نے اسے یورپ کے لیے خطرناک بتایا ہے لیکن حکومت سوئٹزرلینڈ نے اس پر کسی قسم کے ردّعمل کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اس قدر سوئز خواتین کا اسلام قبول کرنا اس بات کی زندہ دلیل ہے کہ خواتین کے بنیادی حقوق کا ضامن صرف اسلام ہے۔ اسلام میں عورت کو خصوصی احترام عطا کیا جاتا ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

## ● فرانس میں ایک سال میں ۵۰ ہزار افراد کا قبولِ اسلام:

پیرس (نیٹ نیوز) فرانس میں سال ۲۰۰۴ء کو ''ائیر آف اسلام'' قرار دیا جا رہا ہے۔ ۲۰۰۴ء میں پچاس ہزار افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ فرانس کی وزارتِ داخلہ کے مطابق گزشتہ سال ۵۰ ہزار لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے جبکہ لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب کی فروخت ریکارڈ کی گئی ہے۔ افریقی نژاد مسلمانوں کو سینٹ تک پہنچنے میں رسائی حاصل ہوئی۔ فرانس میں مسلمانوں کو اخوت، بھائی چارے اور محبت کی وجہ سے ایک فرانسیسی اداکار نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ نومسلم جمیل ڈیپوز نے ایک انٹرویو میں کہا کہ مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور میں نے رمضان میں کبھی الکوحل نہیں پی اور نہ ہی میں نے کبھی سگریٹ پی ہے۔ گزشتہ سال فرانس میں مسلمان بچیوں کو حجاب کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے اسکول سے چالیس مسلمان بچیوں کو اسکولوں سے نکال دیا گیا ہے۔ فرانس کی حکومت کی جانب سے حجاب پہننے کے حوالے سے حقوق کے عالمی اداروں نے اس قانون کو مسترد کردیا ہے فرانس میں مسلم علماء کی شدید خفیہ نگرانی کی گئی جبکہ مسلم علماء کو ملک سے نکالنے اور بعض مساجد کو بند کرنے کی دھمکی بھی دی گئی تھی۔

## ● لاطینی امریکی مسلم خواتین کی تعداد چالیس ہزار سے متجاوز:

واشنگٹن (الاحرار) لاطینی امریکی خواتین کا خیال ہے کہ اسلام ہی خواتین کو مکمل احترام عطا کرتا ہے۔ کرسچین سائنس مانیٹر نے اپنی دسمبر کی اشاعت میں نومسلم جیمسن پی نٹ کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ مسلمان مرد انہیں احترام سے مخاطب کرتے ہیں اور اشتہا انگیز نظروں سے نہیں دیکھتے۔

ایک اور امریکی اخبار نے لکھا ہے کہ امریکی عورتوں کے لیے اسلام قبول کرنا آسان ہو رہا ہے۔ نیوجرسی یونین کی مسجد میں نماز ادا کرنے والوں میں نصف تعداد نومسلم لاطینی امریکی خواتین کی ہوتی ہے۔ اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ کے مطابق لاطینی امریکی مسلم خواتین کی تعداد ۴۰ ہزار سے زائد ہوگئی ہے۔ اسلام قبول کرنے والی امریکی خواتین کا کہنا ہے کہ ہم نے اسلام اس لیے قبول کیا ہے کہ اس میں خواتین کے ساتھ احترام کا سلوک کیا جاتا ہے اور اسلام اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری کا سبق دیتا ہے اور اسی طرح شوہر کو بیوی کے حقوق ادا کرنے کا پابند کرتا ہے۔

# حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● جریدہ: شش ماہی ''السیرۃ'' العالمی مدیر: سید فضل الرحمٰن

قیمت فی شمارہ: ۱۵۰ روپے سالانہ: ۳۰۰ روپے ناشر: زوار اکیڈمی۔ اے۔۴/۱۷۔ ناظم آباد کراچی

سیرت النبی ﷺ کے مستقل عنوان پر ایک علمی و تحقیقی شش ماہی مجلّہ جس کا تیرہواں شمارہ شائع ہو کر قارئین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن رہا ہے۔ ''نقوشِ سیرت'' کے زیرِ عنوان نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ولادت سے وفات تک ۔میلادی قمریہ، شمی، میلادی قمری، عیسوی جیولین سن و تاریخ کی ترتیب سے نہایت تحقیقی کام ہے۔ ترتیب جناب سید فضل الرحمٰن اور توقیت پروفیسر ظفر احمد ''کسبِ حلال اور عصرِ حاضر کے تقاضے'' جناب سید عزیز الرحمٰن (نائب مدیر) کا فکر انگیز مقالہ ''پیغامِ سیرت'' کے عنوان سے شامل ہے جو قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں نام نہاد روشن خیالوں کے لیے دعوتِ فکر ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی، سید گل محمد شاہ بخاری اور پروفیسر محمد اقبال جاوید کے علمی و تحقیقی مضامین اس شمارہ کی زینت ہیں۔ ''السیرۃ'' اپنی عمرِ عزیز کے ساتویں سال میں داخل ہو رہا ہے اور سید عزیز الرحمٰن کی کاوشیں قابلِ تحسین ہیں کہ وہ اس مبارک سفر کو نہایت وقار اور معیار کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ نیز اس شمارے سے سیرتِ طیبہ پر انگریزی میں لکھے گئے تحقیقی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ انگریزی حصہ میں سید سلمان ندوی اور ابراہیم ایچ مراد کے مضامین شامل کر کے ''السیرۃ'' نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کر لیا ہے۔ آخر میں ہجری کیلنڈر ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۶ء بھی شامل ہے۔ چار سو صفحات کا یہ گراں قدر علمی خزینہ اپنے روایتی معیار کے ساتھ نہایت کم قیمت پر بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان سے بھی دستیاب ہے۔ (تبصرہ: ساغر اقبالی)

● جریدہ: ماہنامہ ''آبِ حیات'' لاہور ''سیرتِ انبیاء نمبر'' مدیر: مولانا محمود الرشید حدوٹی

قیمت: ۲۰ روپے سالانہ: ۲۰۰ روپے ملنے کا پتا: دفتر ماہنامہ ''آبِ حیات۔ ۱۴۹ فیروز پور روڈ' لاہور

فسق و فجور اور فتنوں کے اس دور میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرنا اور لٹریچر کے میدان میں صحت مند، مثبت اور اصلاحی تحریریں فراہم کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔

محمود الرشید حدوٹی محنتی آدمی ہیں۔ جس جذبے کے ساتھ وہ ''آبِ حیات'' کو جاری رکھے ہوئے ہیں اس پر خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔ ان کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ ایک تسلسل کے ساتھ مختلف عنوانات پر ''آبِ حیات'' کے ۱۱ خصوصی نمبر شائع کر چکے ہیں اور اپنے قارئین کو مختلف عنوانات پر متفرق اور جامع معلومات فراہم کر رہے ہیں۔ اپریل

۲۰۰۵ء کا شمارہ سیرتِ انبیاء علیہم السلام پر مشتمل ہے۔ جو یقیناً امتِ مسلمہ کی رہنمائی، اصلاح اور تربیت کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی سیرت اور تذکرے کا مطالعہ بلاشبہ ایمان کو جلا بخشتا ہے اور دین پر استقامت کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان پاکیزہ تحریروں کے مطالعے سے ہر مسلمان دین و دنیا کی بھلائی حاصل کرسکتا ہے۔ (تبصرہ: ساغر اقبالی)

● کتاب: ''کشکولِ معرفت'' تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات: ۴۵۸ قیمت: ۱۸۰روپے ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس۔ خالق آباد، نوشہرہ (سرحد)

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ ماضی قریب کی ایک ممتاز علمی و روحانی شخصیت ہیں۔ انہوں نے سندِ حدیث محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہم اللہ سے حاصل کی اور سلوک و تصوف کی منازل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے ہاں طے کیں۔ ان برگزیدہ اساتذہ اور مربّیوں کا فیض ان کی شخصیت میں نمایاں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تحریر و تقریر کی نعمتوں سے نوازا تھا اور وہ علم و عمل کے بلند درجہ پر فائز تھے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ بھی ان کے ارادت مندوں میں شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اپنے نام گیارہ سالہ مکتوبات مرتب کئے ہیں۔ کتاب کے سرورق سے لے کر آخر تک کہیں بھی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے انتقال کا تذکرہ نہیں۔ مقدمۂ کتاب میں حضرت کے احوال کے ساتھ اُن کے انتقال کا ذکر بھی آجاتا تو عام قارئین کو معلوم ہوجاتا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اب اس دنیا میں نہیں بلکہ رحلت فرما چکے ہیں۔ اس مجموعۂ مکاتیب کا بنیادی مضمون تزکیہ و تصوف اور احسان ہے۔ ''کشکولِ معرفت'' خاص و عام کے روحانی استفادہ اور عمل صالح کے لیے شوق انگیز ہے۔ جس میں علم و معرفت کا ایک خزینہ پوشیدہ ہے۔ قاضی صاحبؒ کے بیان، ذکر و فکر، اندازِ تحریر، تفسیر قرآن اور احادیث کے اقتباسات سے کتاب مزیّن ہے۔ علم و تقویٰ سے بھرپور باتیں اس میں یک جا کردی گئی ہیں۔ غرض:

یہ کتابِ خاص ہے پُر مغز مکتوبات کی
کیا بھلی سوغات ہے اک مردِ خوش اوقات کی

(تبصرہ: ابوالادیب)

● کتاب: ''دانشورانِ سہانپور'' تالیف: مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری

صفحات: ۵۶۴ قیمت: ۲۰۰روپے ناشر: مکتبہ یادگار شیخ، اردو بازار محلّہ مبارک شاہ۔ سہارنپور، ہندوستان

''جامعہ مظاہر العلوم'' سہارنپور برعظیم پاک و ہند میں ایک نمایاں علمی مقام رکھتا ہے۔ جس کے کارپردازوں، اساتذہ اور فضلاء نے آفاقِ عالم میں اپنی اپنی دینی خدمات کے صلے میں شہرت کے جھنڈے گاڑے۔ دینی علوم و فنون کی اس عظیم دینی درس گاہ ہی کے فاضل استاذ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ کے نواسے محترم مولانا سید محمد

شاہد سہارنپوری صاحب زیرِ تبصرہ کتاب کے مؤلف ہیں۔

یہ کتاب تین ضخیم ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل: تذکرہ خانوادہ حکیم سید احمد حسینؒ۔ باب دوم: خانوادہ مفتی میر عصمت اللہؒ۔ باب سوم: خانوادہ مولانا سید ضامن علی شاہؒ۔ فاضل مؤلف نے ان ابواب میں اپنے خاندان کی چھ سو سالہ تاریخ مدون کر دی ہے۔ اگرچہ یہ ایک مفصل خاندانی تذکرہ ہے۔ مگر بیسیوں دینی، علمی اور سیاسی شخصیات کے حالات وکوائف کا انمول مخزن ہے، جو سہارنپور کی ممتاز شخصیات پر ایک مستند دستاویز ہے۔ فاضل مؤلف نے کتاب میں اہم تاریخی دستاویزات کی عکسی نقول اور متعدد نایاب تصانیف وتالیف کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔ کتاب کو تحقیق کے جدید اصولوں کی مدد سے مرتب کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ دینی حلقے سے ایسی تحقیقی کتاب کا منظر عام پر آنا بادِ بہاری کے جھونکے سے کم نہیں ہے۔

علم سے بے رغبتی اور ذوق سے محرومی کے اس ماحول میں برعظیم پاک وہند میں اسلامی علوم وفنون کی تعلیم و تدریس پر کام کرنے والا کوئی بھی محقق اس کتاب سے صرفِ نظر کر کے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پاکستان کے ناشرین کو بھی اس کی اشاعت کا یہاں باضابطہ اہتمام کرنا چاہیے۔

جہاں ہم اپنے کتاب دوست اور کتاب شناس رفیق محترم شبیر احمد خان میواتی کے ممنون ہیں کہ ان کی وساطت سے ایسی اچھی کتاب ہم تک پہنچی، وہاں ہم فاضل مؤلف سے بھی عرض پرداز ہیں کہ وہ ''تذکرہ مجلس احرار اسلام سہارنپور'' کے عنوان سے بھی ضرور کام کریں، کیونکہ سہارنپور، مجلس احرار اسلام کا مضبوط گڑھ رہا ہے۔ اسی مقام پر احرار کی مشہور زمانہ ''قراردادِ سہارنپور'' منظور ہوئی۔ جس نے آزادیٔ برعظیم میں اہم کردار ادا کیا۔ زعمائے احرار نوابزادہ محمود علی خانؒ اور نوابزادہ ودود علی خانؒ (کیلاش پور) سہارنپور ہی کی سرزمین کے فرزندانِ گرامی تھے۔ محترم مؤلف کی کتاب ان کے ذکر سے کیوں خالی رہ گئی ہے۔ اس کی تلافی ان کے ذمہ ہے۔ مولانا شاہد سہارنپوری کے تحقیقی مزاج کی بناء پر ان سے بجا طور پر یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مجلس احرار سہارنپور کے شاندار ماضی کی ایسی ہی فاضلانہ اور محققانہ تاریخ ضرور قلمبند فرمائیں گے' جو ان کا خاندانی قرض بھی ہے اور قومی فرض بھی۔ ان کی ذات ہی اس قرض وفرض سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہونے کی اہلیت رکھتی ہے۔ (تبصرہ: محمد عمر فاروق)

● کتاب: منزل کی تلاش مصنف: عطاء اللہ شہاب

قیمت: ۱۴۰ روپے ضخامت: ۲۸۷ صفحات ناشر: دارالکتاب غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

ہم نے آج تک شمالی علاقوں پر جتنی کتابیں دیکھی ہیں، وہ زیادہ تر سیاحتی حوالوں سے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ کے سفرنامے ہوں یا رحیم گل کے ناول، ان سب میں ان علاقوں کی خوبصورت وادیاں، دلنشیں جھیلیں، پھلوں کے باغات

، بڑے بڑے گلیشیر اور دل موہ لینے والے گرتے ہوئے آبشاروں کا ذکر ملتا ہے۔ مگر عطاء اللہ شہاب کی کتاب ''منزل کی تلاش'' میں ریاست کشمیر اور شمالی علاقوں کے آئینی، سیاسی اور جغرافیائی مستقبل کا تجزیہ کیا گیا۔ ''منزل کی تلاش'' پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کی ان خوبصورت وادیوں کے باسی کس طرح اپنے آئینی اور سیاسی حقوق سے محروم ہیں اور پاکستان کے تقریباً تمام حکمرانوں نے شعوری طور پر ان کے ساتھ ایسا کیا۔ اگرچہ یہ نئی بات نہیں کیونکہ پاکستانی بھی جانتے ہیں کہ:

نہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے
یہ اس کا پاکستان ہے جو صدرِ پاکستان ہے

''منزل کی تلاش'' عطاء اللہ شہاب کے ڈائری کے اوراق اور مختلف کالموں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ کہا یہ جاتا ہے کہ کالم کی عمر ایک دن ہوتی ہے لیکن عطاء اللہ شہاب کے کالم ان علاقوں کی آئینی، سیاسی اور جغرافیائی پوزیشن کی کچھ اس طرح فصاحت کرتے ہیں کہ مستقبل کا تجزیہ نگار انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ شمالی علاقہ جات کے ساتھ ستم یہ ہے کہ یہاں کے لوگ بندوق کے زور پاکستان میں شامل ہوئے یا یوں کہیے کہ ہندوستان سے علیحدہ ہوئے۔ لہٰذا یہاں کی بعض سیاسی جماعتیں انہیں پاکستان کا پانچواں صوبہ بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ بعض ان علاقوں کو کشمیر کا حصہ بنا کر حقوق یا اسٹیٹس حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور بعض جماعتیں شمالی علاقوں کے علیحدہ تشخص اور الگ حیثیت کا مطالبہ کرتی ہیں۔ لیکن اب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان علاقوں کو آغا خانی ریاست بنانے کی سازش ہو رہی ہے۔ ان علاقوں کے حقوق کے حصول کے لیے عطاء اللہ شہاب اور دوسرے لیڈروں کی کوششوں سے ایک تنظیم ''گلگت بلتستان نیشنل الائنس'' (GBNA) وجود میں آئی اور چودہ جماعتوں نے مشترکہ جدوجہد کا عزم کیا۔ ''منزل کی تلاش'' میں اس مشترکہ جدوجہد کی کہانی ملتی ہے۔ اس کتاب کا خوبصورت دیباچہ عنایت اللہ شمالی نے لکھا ہے جو عطاء اللہ شہاب کے بارے میں لکھتے ہیں: ان کے کردار اور گفتار میں سختی اور ترشی نہیں بلکہ وسعتِ نظری اور بات کو خوبصورت دلیل سے منوانے کی خوبی نظر آتی ہے۔''

۲۸۷ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں جہاں عطاء اللہ شہاب کے متعلق نامور لوگوں کی آراء موجود ہیں، وہاں خوبصورت گرد پوش پر مولانا فضل الرحمٰن کی کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں نپی تلی رائے ہمیں کتاب پڑھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس کتاب کو دارالکتاب لاہور نے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ کتاب کی طباعت کو دیکھتے ہوئے ۱۴۰ روپے قیمت بہت کم ہے۔

(تبصرہ: پروفیسر محمود الحسن قریشی)

**ادارہ**

# اخبارُالاحرار

## مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

- **قادیانیت سب سے بڑا فتنہ ہے۔اس فتنے کی سرکوبی میں احرار کا کردار عظیم الشان ہے**
- **فرنگی سامراج کے تابوت میں آخری کیل مجلس احرار اسلام نے ہی ٹھونکی**

**مجلس احرار اسلام کے استقبالیہ سے حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری اور حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کا خطاب**

ملتان (۲۶/مارچ) مرکزِ احرار'دارِ بنی ہاشم میں مجلس احرار اسلام کے استقبالیہ سے محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے جانشین، مجلس احرار ہند کے سرپرست اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا انظر شاہ کشمیری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام کا دامن جرأت و استقامت اور ایثار و شجاعت کی تابندہ روایات سے بھرا ہوا ہے۔انہوں نے کہا کہ فرنگی سامراج کے تابوت میں آخری کیل مجلس احرار اسلام نے ہی ٹھونکی۔انہوں نے بانیٔ احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار کی تاریخ ایک ایسا سنہرا باب ہے' جسے کوئی دانستہ بھلانا بھی چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔

مولانا انظر شاہ کشمیری نے کہا کہ تحریک مسجد شہید گنج، تحریک کشمیر اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے ضمن میں مجلس احرار کے قائدین اور کارکنان نے جو قربانیاں اور خدمات سرانجام دی ہیں' وہ ناقابل فراموش ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہ مجلس احرار ہی تھی جس کی ضربِ کاری نے قادیانیت کے بت کو پاش پاش کر دیا۔انہوں نے کہا کہ قادیانیت گو پرانا فتنہ ہے لیکن عہدِ حاضر میں وہ نیا بہروپ دھار کر ابھر رہا ہے۔لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ فرنگی استعمار کے اس خود کاشتہ پودے کے استیصال کے لیے سرفروش مجاہدین احرار کے کردار کو مشعل راہ بنایا جائے۔انہوں نے کہا کہ اکابرِ احرار نے کم و بیش ساٹھ برس پہلے جو اصولی مؤقف اختیار کیا تھا' اور مخالفین کی تہمتوں کے باوجود جس پر وہ پوری استقامت سے ڈٹے رہے ۔آج زمینی حقائق اور درپیش حالات نے اس مؤقف کی سچائی ثابت کر دی ہے۔

دارالعلوم دیوبند (انڈیا) کے مہتمم اور حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے جانشین مولانا محمد سالم قاسمی نے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امتِ مسلمہ کو بین الاقوامی فتنوں کا سامنا ہے۔ان فتنوں سے نمٹنے کے لیے تمام دینی قوتوں میں باہمی اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ قادیانیت سب سے بڑا فتنہ ہے۔اس فتنے کی

سرکوبی میں احرار کا کردار عظیم الشان ہے۔اس وقت زیادہ قوت کے ساتھ دین کی حفاظت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی ضرورت ہے۔آج مسلمانوں کی ایمانی قوت کا امتحان ہے اور اس امتحان میں کامیابی اسی راستے پر چلنے سے مل سکتی ہے جو ہمارے اکابر نے طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں پوری قوت سے اختیار کیا تھا۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے معزز مہمانوں کی دارِ بنی ہاشم میں تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمہم اللہ نے ہماری سرپرستی فرمائی اور مجلس احرار اسلام کی صحیح رہنمائی فرمائی' آج ان اکابر کے جانشینوں نے اسی روایات کو زندہ کیا اور مجلس احرار اسلام کے مرکز میں تشریف لاکر ہماری سرپرستی فرمائی۔میں اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کی طرف سے ان حضرت حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ حکمران اسلام دشمنی میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔انہیں اپنے پیش رو حکمرانوں کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھنا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ہم دینی اقدار اور نظریۂ پاکستان کا ہر قیمت پر تحفظ کریں گے۔انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کو امریکی برانڈ سیکولرازم اور روشن خیالی کے ایجنڈے پر عمل نہیں کرنے دیا جائے گا۔استقبالیہ سے ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے مدیر سید محمد کفیل بخاری اور ماہنامہ ''الاحرار'' کے مدیر، ابن ابوذر سید محمد معاویہ بخاری نے بھی خطاب کیا۔

## سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

رپورٹ: حکیم محمد قاسم

چیچہ وطنی اپنی مذہبی شناخت کی وجہ سے ''شہرِ ختم نبوت'' کہلاتا ہے۔گزشتہ کئی سالوں سے یہاں مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔اس سال یہ کانفرنس ۷/اپریل بروز جمعرات کو ہونا قرار پائی۔

چیچہ وطنی میں مجلس احرارِ اسلام کا ایک بہت بڑا حلقہ موجود ہے۔قائدِ احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے اپنی جوانی کے چند سال یہاں گزارے' جن کی تربیت پر مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے یہاں مجلس احرارِ اسلام کو ایک طاقت بہم پہنچائی۔یہ جناب چیمہ صاحب ہی تھے کہ بیگانوں کی دشمنی اور اپنوں کی بے رخی کے باوجود مجلس احرارِ اسلام کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ شدید محنت کر کے ایک پوری ٹیم تیار کر دی۔کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے کارکنانِ احرار کی ایک میٹنگ یکم اپریل کو منعقد ہوئی۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی زیرنگرانی حضرت قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، مولانا منظور احمد، بھائی رشید چیمہ، عابد مسعود، رانا قمرالاسلام، سید رمیزالدین، معاویہ رضوان اور راقم نے تحصیل چیچہ وطنی اور ضلع ساہیوال میں اشتہارات کی ترسیل، انتظامات، اور احباب سے رابطوں کو مکمل کیا۔ جناب قاری محمد قاسم نے مندرجہ ذیل کمیٹیوں کی

تشکیلات کیں۔

۱۔جنرل ڈیوٹی،۲۔استقبالیہ،۳۔وصولی چندہ،۴۔طعام کمیٹی عمومی،۵۔طعام کمیٹی خصوصی،۶۔سکیورٹی، ۷۔پریس کوریج،۸۔شعبہ کمپیوٹر،۹۔برقیات،۱۰۔خدمت سٹیج،۱۱۔ٹیلیفون،۱۲۔سٹیج سیٹنگ اور بینرز،۱۳۔پانی کا انتظام ۱۴،۱۔اختتامی کمیٹی،۱۵۔استقبال والوداع مہمانان ومقررین۔

ان تمام کمیٹیوں کا ایک بھرپور اجلاس کانفرنس سے ایک روز قبل بلایا گیا۔جس میں کمیٹیوں کے نگرانوں اور ان کے معاونین کا تعین کیا گیا۔سب سے مشکل کام ایک بہت بڑے بینر کو مناسب جگہ پر لٹکانا تھا جس کا طول وعرض ۲۲x۷ تھا چونکہ جلسہ گاہ جامع مسجد تھی جو کہ زیرِ تعمیر ہے اس لیے بڑی ہی تگ ودو کے بعد طارق کمانڈو، جناب عابد مسعود، حافظ حبیب اللہ رشیدی، حکیم محمد قاسم اور سید رمیز الدین نے مل کر اس کو لٹکایا۔یہ بینر پوری کانفرنس میں سامعین کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔اس پر مجلس احرارِ اسلام کی ۷۵ سالہ تاریخ سن وار درج تھی۔امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے ایک روز قبل جلسہ گاہ کا دورہ کیا اور انتظامات کا جائزہ لیا۔۷/اپریل کی صبح تمام اراکین اپنی ڈیوٹیوں پر پہنچ گئے۔ نمازِ ظہر کے فوراً بعد ''ختم نبوت واک'' کے عنوان سے ایک ریلی نکالی گئی۔جس میں احرار کارکن، دارالعلوم ختم نبوت کے طلباء اور دیگر دینی مدارس کے طلباء شامل تھے۔واک سے پہلے پولیس آدھمکی۔جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے ان کو سمجھایا کہ یہ ریلی بالکل پُر امن ہوگی۔حافظ محمد ارشد (چناب نگر) کی تلاوت اور جناب چیمہ صاحب کی مختصر تقریر کے بعد ''ختم نبوت واک'' شروع ہوئی۔سب سے آگے احرار کارکن قومی پرچم اٹھائے چل رہا تھا اس کے پیچھے اور دائیں بائیں تین قطاروں میں احرار کے پرچم اٹھائے طالب علم چل رہے تھے۔سید سراج الدین، سید رضوان الدین، معاویہ رضوان، سید رمیز الدین، قاری محمد قاسم صاحب، حاجی مشتاق صاحب کی زیرِ قیادت یہ ریلی اوکانوالہ روڈ سے ہوتی ہوئی مین بازار چوک شہداءِ ختم نبوت اور نیا بازار سے ہوتی ہوئی واپس جامع مسجد پہنچی۔قائدِ احرار، ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے پرویزیت مردہ باد، اسلام زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد اور مجلس احرار اسلام زندہ باد کے نعروں کے ساتھ استقبال کیا اور دعا کرائی۔جناب معاویہ رضوان اور یاسر قیوم (لاہور) کی زیرِ نگرانی نمازِ عصر سے قبل سٹیج تیار اور بینرز لگ چکے تھے۔احرار کے پرچم سے سجا ہوا ڈائس بہت بھلا لگ رہا تھا۔نماز مغرب سے قبل کمیٹیوں کے خدام اپنے اپنے کام پر پہنچ چکے تھے۔نمازِ مغرب سے قبل کانفرنس کے انتظامات مکمل اور تمام احرار رہنما تشریف لا چکے تھے۔لاہور، چناب نگر، بورے والا، ملتان، بہاول نگر، چشتیاں، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمالیہ اور ساہیوال سے متعدد قافلے شریک ہوئے۔نمازِ عشاء کے بعد جناب عابد مسعود نے سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری سنبھالی۔دارالعلوم ختم نبوت کے طلباء نے تلاوت اور حمد ونعتیں پڑھیں۔حافظ محمد اکرم احرار اور حسین اختر لدھیانوی نے منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔کانفرنس کی کارروائی انٹرنیٹ پر ریلز کرنے کے لیے جناب

سید کاشف رضا، سید رمیز الدین اور عثمان رضوان صدیقی نے کمپیوٹر پر بھرپور انداز میں ڈیوٹی دی اور اس طرح پوری دنیا میں کانفرنس براہِ راست سنی گئی۔ کالعدم ملت اسلامیہ کے رہنما مولانا محمد احمد لدھیانوی اور جماعت الدعوۃ کے مسئول امور خارجہ جناب حافظ عبدالرحمٰن مکی کی بھرپور تقاریر ہوئیں۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا سید امیر حسین گیلانی اوکاڑہ سے کانفرنس میں شرکت کے لیے چیچہ وطنی آنے کے باوجود بعض ''دوستوں'' کے ہاتھوں یرغمال بن کر رہ گئے اس وجہ سے وہ تشریف نہ لا سکے

جنرل (ر) حمید گل اسلام آباد سے لاہور کی فلائٹ کینسل ہونے کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ میں قاضی حمیداللہ صاحب کی گرفتاری کے باعث مقامی صورتِ حال کی وجہ سے تشریف نہ لائے۔

## ● روشن خیالی کا حکومتی نعرہ بے حیائی و بے غیرتی کے سوا کچھ نہیں

## ● جنرل پرویز مذہبی افراد اور اسلامی عقائد کے خلاف انتہا پسندی پر اتر آئے ہیں

## ● قاضی حمیداللہ کے قدموں کے نشانات مٹنے نہیں دیں گے

### مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' سے قائدِ احرار اور دیگر مقررین کا خطاب

چیچہ وطنی (۷/اپریل) تحریک ختم نبوت کے شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چیچہ وطنی کی جامع مسجد میں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس کے مقررین نے کہا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ امت کی وحدت اور اتحاد کی علامت ہے۔ اس عقیدے پر حملہ آور قوتیں دراصل پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدیں ختم کرنا چاہتی ہیں۔ شہداء ختم نبوت نے ۱۹۵۳ء میں اپنا مقدس خون دے کر جو قربانی دی تھی، اس کا تقاضا ہے کہ قادیانیت اور قادیانیت نواز قوتوں کا راستہ روکا جائے اور امت کے ۱۴سو سالہ متفقہ عقیدے کی روشنی میں عالم کفر کی طرف سے پیدا کی جانے والی تاریکی اور گمراہی کا عملی سدباب کیا جائے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عہد کرتے ہیں کہ قاضی حمیداللہ خان کے آگے بڑھتے ہوئے قدموں کے نشانات کو مٹنے نہیں دیں گے اور تاریکی کو روشنی قرار دینے والے ڈکٹیٹر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے ۱۰ ہزار فرزندانِ توحید کا خونِ بے گناہی ہم سے مطالبہ کر رہا ہے کہ منکرین ختم نبوت اور امریکہ کی تابعداری میں ملکی سلامتی کو داؤ پر لگانے والے حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حکمران جس روشن خیالی کا نعرہ لگا رہے ہیں، وہ بے غیرتی اور بے حیائی کے سوا کچھ نہیں۔

جماعت الدعوۃ کے امور خارجہ کے سربراہ پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی نے کہا کہ اس وقت حکومت انتہائی خطرناک ایجنڈے پر کام کررہی ہے۔ملحد سیاستدان اور حکمران دونوں کا ایجنڈا اسلام کے خلاف ہر بات کو پرموٹ کرنا ہے۔اگر ننگے مناظر،مخلوط دوڑیں،سرکاری سرپرستی میں بسنت،پاسپورٹ سمیت تمام دستاویزات سے مذہبی شناخت ختم کرنااور بے عمل مسلمان بنانا ہی حکومتی ترجیحات ہیں تو پھر ہم ان ترجیحات کے منکراور باغی ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما صاحبزادہ طارق محمود نے کہا کہ پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا اخراج ٹیسٹ کیس تھا۔اصل میں حکومت ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم ختم کرنا چاہتی ہے۔انہوں نے کہا کہ مذہبی طبقے کو سردمہری ختم کرکے نئی صف بندی کے ساتھ کفر کی یلغار کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

مسلم لیگ ن کے رہنما جاوید ابراہیم پراچہ نے کہا کہ میں نے میاں نواز شریف کو کہا تھا کہ انہوں نے اسلام کے ساتھ اپنا رویہ نہ بدلا تو اقتدار سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔انہوں نے کہا کہ امریکہ اور کفر سے ہماری جنگ ہے اور رہے گی۔دہشت گردی کا لفظ تو ہمیں ڈرانے کے لیے ایجاد کیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ امیر شریعت اور احرار کے جذبے کی قوم کو ازسرنو ضرورت ہے۔

جمعیت علماء اسلام (س) پنجاب کے صدر مولانا بشیر احمد شاد نے کہا کہ حکمرانوں نے ملک کی نظریاتی اساس منہدم کرکے امریکی غلامی کا طوق پوری طرح پہننے کا تہیہ کررکھا ہے اور جنرل پرویز کے اقدامات وبیانات اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ وہ دینی جماعتوں اور اسلامی عقائد کے خلاف انتہاپسندی پر اتر آئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنہ انگریز کا پیدا کردہ ہے اور اب امریکہ اور یورپ اسے پال رہے ہیں۔

کالعدم ملتِ اسلامیہ کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ ناموسِ صحابہ کا تحفظ بھی دراصل ختم نبوت کا ہی تحفظ ہے۔مجلس احرار اسلام نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں ختم نبوت اور دیگر تحریکوں میں جو مزاحمتی کردار ادا کیا وہ امتِ مسلمہ کا دینی وقومی ورثہ ہے۔مجلس احرار بہادر سپوتوں کی جماعت ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم کسی صورت تحریک تحفظ ناموسِ صحابہ اور اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔ہمارا مشن شہداء ناموسِ صحابہ کے خون سے رقم ہوا ہے۔منکرین صحابہ اور منکرین ختم نبوت سے تعلقات استوار کرنے والے اور ان کو ساتھ لے کر چلنے والے عقیدے اور ایمان کی فکر کریں۔

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا کہ مذہب کے خانے کے بغیر بنائے گئے پاسپورٹ منسوخ کئے جائیں اور چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عملدرآمد کرایا جائے۔

جماعتِ اسلامی پنجاب کے نائب امیر،رکن صوبائی اسمبلی ڈاکٹر سید محمد وسیم اختر نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے

خلاف ماضی میں خطرناک سازشیں ہوئی ہیں لیکن علماء نے ان سازشوں کو ناکام بنایا۔انہوں نے کہا کہ آغا خان تعلیمی بورڈ اسلام اور پاکستان کے خلاف بڑی گھناؤنی سازش ہے۔قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ ملکی دفاع کے حوالے سے قادیانی خطرناک کھیل' کھیل رہے ہیں اور قادیانیوں کی دہشت گردی کو سرکاری طور پر چھپایا جارہا ہے۔مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ حکومت میں قادیانیوں کے سیاسی کردار سکہ بند قادیانیوں کو مسلط کیا گیا ہے۔عبدالمتین چودھری ایڈووکیٹ نے کہا کہ قوم کی بہو بیٹیوں کو بے آبرو کرنے اور نچوانے والے حکمرانوں کا انجام بد ہوگا۔کانفرنس میں منظور کی گئی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ گوجرانوالہ میں لڑکیوں کی مراتھن ریس پر پُر امن احتجاج کرنے والوں پر گولیاں برسانے والی سرکاری انتظامیہ کو معطل کیا جائے اور قاضی حمیداللہ خان سمیت تمام گرفتار شدگان کو بلا تاخیر رہا کیا جائے اور مقدمات واپس لیے جائیں۔

## ●امریکی ایجنڈے پر عمل پیرا حکمران عوام کو علماء کے خلاف اُکسا رہے ہیں: سید عطاء المہیمن بخاری

اوکاڑہ (۸/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ حکمران امریکہ اور یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے پر عمل کر رہے ہیں۔علماء کرام کے خلاف عوام کو اکسایا جارہا ہے۔انہوں نے ان خیالات کا اظہار جامعہ محی الاسلام لکڑ منڈی میں خطبہ جمعۃ المبارک میں کیا۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اللہ کے احکامات اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر عمل درآمد سے ہی نجات حاصل ہوگی۔انہوں نے مخلوط نظامِ تعلیم پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس نظام کے ذریعے حکومتی سرپرستی میں فحاشی اور عریانی عام کی جارہی ہے۔پوری قوم اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔انہوں نے مزید کہا کہ ذرائع ابلاغ سے فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا جارہا ہے۔دینی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔اور یہ سب کچھ حکومت کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔عوام اس عریانی وفحاشی کا راستہ روکیں گے۔

## ● حکمران قرآن وسنت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کررہے ہیں: سید عطاء المہیمن بخاری

## ●جنرل پرویز آئے روز شعائر اسلام کی توہین کر کے اپنی عاقبت خراب کررہے ہیں: سید محمد معاویہ بخاری

شجاع آباد (۱۰/اپریل) مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے شاہی جامع مسجد میں ''اسلام اور روشن خیالی'' کے عنوان سے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمران قرآن وسنت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے ملک میں بے حیائی، عریانی وفحاشی کو عروج دے رہے ہیں۔قرآن وسنت کی تشریح اپنی عقل سے کررہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ دین عقل سے سمجھ نہیں آتا بلکہ اطاعت سے سمجھ آتا ہے۔

نبیرۂ امیر شریعت، ابن ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ مراتھن ریس اور بسنت لغویات ہیں۔قرآن

لغویات سے پرہیز کا حکم دیتا ہے۔انہوں نے کہا کہ سرکاری اداروں میں مخلوط تعلیم قابل مذمت ہے۔انہوں نے کہا جنرل پرویز مشرف شعائر اسلام کی آئے روز تذلیل کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مولوی دین بنا تا نہیں بلکہ دین بتا تا ہے۔دین کو بیچنے والے مشرف کی گود میں ہیں۔انہوں نے کہا کہ دین کی غلط تشریح نہیں ہونے دیں گے ' چاہے جان چلی جائے۔انہوں نے کہا کہ پردہ کا حکم قرآن میں ہے۔عورتوں کا بازار میں گھومنا جہالت ہے۔بے پردہ خواتین پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

## ● مذہب کے خانہ کی بحالی پر امریکی تنقید ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت ہے

ملتان (۱۰ار اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے امریکی محکمہ خارجہ کی طرف سے پاکستانی پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی پر تشویش و تنقید کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ کا یہ کہنا کہ'' قواعد کے مطابق امریکہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کو شامل کرنے کے حق میں نہیں ہے'' پاکستان کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں کھلم کھلا اور جارحانہ مداخلت کے مترادف ہے۔علاوہ ازیں احرار رہنماؤں نے اس امر پر گہری تشویش ظاہر کی ہے کہ سرکاری اعلان کے باوجود ابھی تک نئے مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ میں عملاً مذہب کا کالم شامل نہیں کیا گیا۔

## ● اعتدال پسندی کے نام پر ''مخلوط مراتھن ریس کلچر'' کی ہر سطح پر مزاحمت کریں گے

## ● این جی اوز اور قادیانی لابی کو سرکاری سطح پر پرموٹ کیا جارہا ہے

### مجلس احرار اسلام جھنگ کے زیر اہتمام '' آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' سے مقررین کا خطاب

جھنگ (۱۱ار اپریل) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام جھنگ کی جامع مسجد قطب الدین میں منعقدہ '' آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں پارلیمنٹ کا فیصلہ اور اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کو غیر مؤثر اور ختم کرنے کی ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا اور روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر بے حیائی اور مخلوط مراتھن ریس جیسے کلچر کی ہر سطح پر مزاحمت کی جائے گی۔کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد اسماعیل، قاری محمد اصغر عثمانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمٰن مجاہد، کالعدم ملت اسلامیہ ضلع جھنگ کے امیر مولانا عبدالغفور جھنگوی، جمعیت علمائے اسلام کے مولانا عبدالرحیم، جمعیت اہل سنت کے مولانا مفتی محمد رمضان، مولانا پیر حبیب اللہ نقشبندی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

سید محمد کفیل بخاری نے کہا یہود و ہنود کے فلسفہ سیاست و کلچر کو امریکہ کی سرپرستی میں پوری دنیا پر مسلط کرنے کے

لیے عالمی ایجنڈے پر کام ہورہا ہے اور پاکستانی حکمران دین وسیاست اور کلچر کو امریکی ایجنڈے کی روشنی میں آگے بڑھا رہے ہیں۔ جدیدیت اور روشن خیالی کے نام پر ملک کے قیام کا مقصد اور مسلمانوں کی شناخت کو مکمل طور پر تباہ کیا جارہا ہے۔ این جی اوز اور قادیانی لابی کو سرکاری وسائل سے پرموٹ کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر ملک دشمن گروہ کو سپانسر کیا جارہا ہے۔ دینی طبقات کی مخالفت کی آڑ لے کر دراصل اسلام کو متنازع بنایا جارہا ہے۔ ایسے میں تمام مذہبی طبقات کو مکمل ہم آہنگی کا عملی مظاہرہ کرکے عالمی کفر اور اس کے ایجنٹوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے از سر نو حکمت وتدبر کے ساتھ نئی صف بندی کرکے تدارک کرنا چاہیے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدرآمد کی صورت حال انتہائی غیر تسلی بخش ہے۔

## رحمت دوعالم ﷺ کی دعوت رہتی دنیا تک باقی رہے گی

جلال پور پیروالہ (۱۲/اپریل) رحمت دوعالم ﷺ کی دعوت رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ مسلمانوں کی تاریخ قربانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ آج بین الاقوامی طاقتیں مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتی ہیں۔ مسلمانوں کی بقا اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور باہمی اتحاد میں مضمر ہے، اسی سے کفر خائف ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام تحصیل جلال پور پیروالہ کے نائب امیر محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے ماہانہ اجلاس میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور آفاقی دین ہے۔ دین تو قیامت تک باقی رہے گا مگر مسلمانوں کی بقا دین پر عمل کرنے سے مشروط ہے۔

اجلاس میں قاری عبدالرحیم فاروقی، محمد مروان فاروقی، منشی افتخار احمد، حکیم فاروق احمد قریشی، حکیم محمد یوسف قریشی، مولانا حافظ محمد محسن نقشبندی، مولانا قاری محمد یوسف نقشبندی اور دیگر کارکنوں نے شرکت کی۔

ادارہ

# مسافرانِ آخرت

☆صوفی واحد بخش مرحوم: کلروالی ضلع مظفرگڑھ کے قدیم احرار کارکن ۱۹۳۵ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی تقریر سن کر متاثر ہوئے اور مجلس احرارِ اسلام میں شامل ہوگئے۔ احرار کی بے پناہ مخالفت کے باوجود ایک باوفا اور الوالعزم کارکن کی حیثیت سے آخری سانس تک جماعت میں شامل رہے۔ انہیں امیر شریعتؒ کی رفاقت کا بھی اعزاز حاصل رہا اور ابناء امیر شریعت کی بھی۔ یہ مخلصانہ تعلق تقریباً ستر سال پر محیط ہے۔ ۳۱/ مارچ ۲۰۰۵ء کو انتقال کر گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ وصیت کے مطابق ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ' نے پڑھائی۔

☆مولانا حاجی نور احمد مرحوم: قدیم احرار کارکن بستی جھوک ضلع مظفرگڑھ۔ مرحوم' مولانا عبدالرشید بلال صدر مدرس دینی درسگاہ خان گڑھ کے والد اور قاری عبدالرزاق مدرس مدرسہ معمورہ معاویہ نگر مہرپور کے پھوپھا تھے۔

☆مجلس احرارِ اسلام ملتان کے بزرگ کارکن جناب حسین اختر لدھیانوی کی چچی مرحومہ (اوکاڑہ) اور ان کے عزیز محمد سلیم مرحوم (اوکاڑہ)

☆صوفی حشمت علی مرحوم: مجلس احرارِ اسلام بورے والا کے کارکن حافظ محمد شفیق کے والد ماجد۔

☆حاجی محمد افضل رحمہ اللہ: تبلیغی جماعت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور مبلغ اسلام' حاجی محمد افضل رحمہ اللہ' مولانا محمد اکرم رحمہ اللہ (سلطان فونڈری لاہور) کے بھائی اور جناب محمد عباس (ہلال انجینئرنگ لاہور) کے چچا تھے۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے پورے خاندان کا تعلق نیازمندانہ تھا۔ وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور تمام عمر تبلیغِ دین کے لیے وقف کر دی تھی۔

☆منظور احمد خان گھلو مرحوم: جنوبی اوباڑہ تحصیل جلال پور پیروالہ میں ۷/ مارچ ۲۰۰۵ء کو انتقال کر گئے۔ وہ خانوادہ امیر شریعتؒ کے قدیم نیازمند تھے

☆محمد صغیر مرحوم: ڈیرہ اسماعیل خان سے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کے سابق رکن ۱۴/ مارچ ۲۰۰۵ء بعمر ۶۰ سال انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت، ان کے حسنات قبول فرما کر جنت الفردوس عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)۔ قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔

## دعاء صحت

ہمارے معاون و مہربان جناب شوکت علی (فرحان گارمنٹس سنٹر۔ نور شاپنگ سنٹر ملتان) علیل ہیں۔

قارئین سے دعاء صحت کی درخواست ہے

رُوح افزا
مشروبِ مشرق
ہمدرد
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصّہ ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
www.hamdard.com.pk

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No:32

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ — امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

بانی: سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ وقرآن، درسِ نظامی اور پرائمری شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

## دارالقرآن
## دارالحدیث
## دارالمطالعہ
اور
## دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

گزشتہ سال 2004ء میں مدرسہ سے ملحق ایک مکان خریدا۔ جس میں اب دارالقرآن، دارالحدیث اور دار المطالعہ کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ احبابِ خیر سے اپیل ہے کہ حسبِ سابق نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

**ترسیلِ زر**
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

**الداعی الی الخیر** ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری